ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

5فروری2003ء - ۲ذوالحجہ۱۴۲۳ھ

جلد12 شمارہ 5

www.tanzeem.org

امریکی عزائم اور اس کے پس پردہ کارفرما عوامل (منبر ومحراب)
امریکی عزائم اور عالم اسلام (تذکرہ وتبصرہ)
مولانا مدنیؒ ، علامہ اقبال اور فرزند اقبال (توضیح وتنقیح)

کرنے کے اصل کام!

آج سے ٹھیک پینتیس سال قبل ۱۹۶۷ء میں جبکہ میری عمر بھی ٹھیک پینتیس سال ہی تھی، گویا کہ میری زندگی کے عین ''نصف النہار'' پر میرے دینی اور تحریکی فکر کا اظہار دو تحریروں کی صورت میں ہوا: ایک ''اسلام کی نشأۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' جو مئی ۶۷ء میں شائع ہوئی اور دوسری ''تنظیم اسلامی کی قرارداد تاسیس اور اس کی توضیحات''، وہ بھی اسی سال ستمبر/اکتوبر میں شائع ہوئی۔ ان میں میرے دینی اور تحریکی فکر کے دو رخ بیان ہوئے جن کی ایک دوسرے کے ساتھ عکسی (یعنی reciprocal) نسبت بھی تھی اور عونی (یعنی complementary) بھی! مقدم الذکر کام کے لئے پہلے ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم ہوئی، جبکہ دوسرے کام کے لئے ۱۹۷۵ء میں تنظیم اسلامی کی باضابطہ تاسیس ہوئی۔

ان میں سے مقدم الذکر تحریر کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے موجودہ دنیا کے ''آسمان'' سے بحث کی، یعنی یہ کہ اس وقت پوری دنیا میں ایک عالمی (global) تہذیب کا غلبہ ہے جس کی بنیاد خالص مادی فکر ونظر پر قائم ہے جس نے اس پورے کرۂ ارضی کو پوری طرح ڈھانپ لیا ہے — جب تک اس فکر کے مدلل ابطال کی صورت پیدا نہیں ہوتی نوعِ انسانی کا اس کے رعب اور دبدبے سے نکلنا ناممکن ہے، اسی طرح جب تک اس مادی فکر وفلسفہ کی حرمت کا پردہ چاک نہیں کیا جاتا، کسی دینی دعوت وتحریک کا پنپنا آسان نہیں ہے! جس کے لئے ایسے باہمت اور ذہین وفطین نوجوانوں کی ضرورت ہے جو ایک جانب قرآن وسنت کے ''نورِ حق'' سے اپنے قلوب واذہان کو منور کر لیں اور دوسری جانب جدید فکر وفلسفہ اور عمرانیات کے مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کرنے کے بعد آج کے دور کے لئے امام غزالیؒ کی ''تھافت الفلاسفہ'' اور امام ابن تیمیہؒ کی ''الردّ علی المنطقیین'' ایسی کتابیں تصنیف کریں، خواہ انہیں اس کے لئے روکھی سوکھی پر گزارا کرنا پڑے، یہاں تک کہ مارکس کی طرح فاقوں کی نوبت بھی آ جائے!

جبکہ تنظیم اسلامی کی فکری اساس خالص زمینی (down to the earth) رخ سے بحث کرتی ہے۔ یعنی اس کا موضوع ہر ہر فرد نوع بشر کی اخروی نجات اور فوز وفلاح اور اس کے ضمن میں اپنی شخصیت اور سیرت کی صحیح رخ پر تعمیر اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے عائد شدہ جملہ فرائض کی ادائیگی ہے — اس غرض کے لئے ابتداء ہی میں دینی فرائض کی تین سطحوں کو واضح کیا گیا یعنی عبادت ربّ، شہادت علی الناس اور اقامت دین، — اور ان کے لئے سعی مسلسل اور جہد یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی قرآنی پکار کے حوالے سے ''مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ ؟'' کی صدا بلند کی گئی! تا کہ اقامت دین کی جدوجہد کے لئے جماعت کی شرطِ لازم پوری کی جا سکے!

میرے دینی فکر کے ان دو رخوں میں فرق صرف اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کا ہے — ورنہ یہ دونوں ایک حیاتیاتی وحدت ہیں جن کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ممکن ہی نہیں! چنانچہ ''اسلام کی نشأۃ ثانیہ'' میں ایک عمومی دعوت کے ادارے کا ذکر موجود ہے اور تنظیم کی قرارداد تاسیس کی توضیحات میں اس علمی کام کی اہمیت مذکور ہے! گویا دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ﴿وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ﴾ کے سے انداز میں باہم پیوست اور مربوط ہیں!

(بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک غیر مطبوعہ تحریر سے اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ لا وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا ج وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ o﴾ (آیت:۱۷۷)

''نیکی (بس یہی) نہیں کہ (نماز میں) پھیر لو اپنے رخ مشرق اور مغرب کی طرف بلکہ نیکی (کا کمال) تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر اور اپنا مال دے اللہ کی محبت کے باعث (یا مال باوجود عزیز رکھنے کے) رشتہ داروں 'یتیموں' مسکینوں' مانگنے والوں کو اور (خرچ کرے) غلام آزاد کرنے میں اور صحیح صحیح ادا کیا کرے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور جو پورا کرنے والے ہیں اپنے وعدوں کو جب کسی سے وعدہ کرتے ہیں اور کمال نیک ہیں وہ جو صبر کرتے ہیں مصیبت میں اور سختی میں اور جہاد کے وقت۔ یہی لوگ راست باز ہیں اور یہی لوگ حقیقی متقی ہیں''۔

یہ سورۃ البقرہ کے بائیسویں رکوع کی پہلی آیت ہے جو قرآن حکیم کی عظیم ترین آیات میں سے ہے۔ اسے ''آیۃ البر'' بھی کہتے ہیں۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اصل نیکی کیا ہے اور حقیقت میں نیک آدمی کون ہے۔ نیکی کے بارے میں ہر شخص کا اپنا ایک تصور ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں کچھ لوگ نماز روزہ کی پابندی تو نہیں کرتے لیکن سمجھتے ہیں کہ انسان جھوٹ نہ بولے' وعدہ خلافی نہ کرے یا اخلاقی برائیوں سے اجتناب کرے تو یہ نیکی ہے۔ کچھ لوگوں کے نزدیک اصل نیکی نماز' روزہ ہے۔ ایسے کئی لوگ اپنے معاملات میں اونچ نیچ کا خیال نہیں کرتے' سمجھتے ہیں کہ اللہ معاف کر دے گا۔ بعض کے ہاں دھوکہ اور فریب بھی چل رہا ہے' سودی کاروبار بھی ہو رہا ہے ساتھ ہی ساتھ حج اور عمرے بھی ادا کئے جا رہے ہیں اور اسے نیکی سمجھا جا رہا ہے۔ یوں ہمارے معاشرے میں نیکی کے بہت سے تصورات رائج ہیں۔ پہلے یہ دیکھنا ہے کہ یہاں یہ بحث کیوں آئی ہے۔ دراصل پہلے بات چل رہی تھی تحویل قبلہ کی کہ ہم نے اللہ کے حکم کے مطابق اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں نماز کے اندر اپنا رخ تبدیل کر لیا۔ کیا اس طرح رخ بدل لینا ہی کافی ہے؟ اور کیا صرف مظاہر اور ظواہر ہی اصل نیکی ہیں؟ جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اصل نیکی تو اُس روح باطنی کا نام ہے جو کسی انسان کی شخصیت میں سرایت کر جائے تو پورا کردار بدل دیتی ہے۔ اس کی شخصیت کا رخ بدل جاتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی نگاہ میں ایک متقی اور نیک انسان کون ہوتا ہے۔ بحث کا آغاز ان الفاظ سے کیا کہ دیکھو نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی پھیر لو۔ اگرچہ اللہ کا حکم ماننا خود نیکی ہے' اس نے حکم دیا تو چہرہ مشرق کی طرف کر لیا' اس نے حکم دیا تو چہرہ مغرب کی طرف کر لیا۔ یہ بھی امتثال امر ہے مگر اسی کو نیکی سمجھ لینا کافی نہیں ہے۔ نیکی تو ایک ہمہ گیر عمل ہے اور اب آیئے گنتے جایئے کہ نیک آدمی کے کیا کیا اوصاف ہیں۔ سب سے پہلے اللہ پر ایمان' پھر روز آخرت پر' فرشتوں پر' کتابوں اور انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے' یعنی پہلا کام تو ایمان ویقین کی پختگی ہے۔ ایمان ہے تو کوئی عمل نیک ہوگا۔ ایمان ہی نہیں ہے تو ایسے شخص کی نیکی کیا ہوگی۔ وہ نیکی نہیں گو بظاہر نیک عمل ہے۔ مثلاً ایک شخص خیرات کر رہا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ نیک کام کر رہا ہے حالانکہ اسے تو الیکشن میں حصہ لینا ہے' وہ ووٹ لینے کے لئے یہ کام کر رہا ہے اور چونکہ یہ کام اللہ کے لئے نہیں ہے اس لئے یہ کوئی نیکی نہیں۔ نیکی تو وہ ہے جو صرف اللہ کے لئے ہو اور جس کا اجر وثواب انسان کو آخرت میں مطلوب ہو۔ لہٰذا نیکی کے لئے پہلی شرط لازم ایمان ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆

فرمانِ نبوی — چوہدری رحمت اللہ بٹر

نیکی کی روش اختیار کرنے کی اہمیت

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (رواہ الترمذی)

حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاں کہیں بھی ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور برائی ہو جانے پر نیکی کرو' وہ برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔

جب انسان کے دل سے احساس فرمانبرداری ختم ہو جاتا ہے تب ہی معصیت کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس لئے پہلی بات تو یہی ہے کہ تقویٰ کی حالت برقرار رہے لیکن اگر گناہ ہو جائے تو انسان کو فوراً پلٹنا چاہئے اور پھر نیکی کی روش اختیار کرنا چاہئے تاکہ برائی کے اثرات مٹ جائیں اور فرمانبرداری کی روش برقرار رہے۔

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جلد12 شمارہ 5

30جنوری تا5فروری2003ء

(۲۶ذوالقعدہ تا۲ذی الحج ۱۴۲۳ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

ادارہ تحریر: سید قاسم محمود' مرزا ایوب بیگ

سردار اعوان' محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد مختار' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون:6366638-6316638 فیکس:6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......250روپے

بیرون پاکستان

☆یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

...........1500روپے

☆امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

...........2200روپے

31 JAN 2003

ادار یہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

بُتوں سے تجھ کو امیدیں......

باوثوق ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق ایران کے قابلِ احترام صدر حجۃ الاسلام محمد خاتمی نے اپنے حالیہ دورۂ بھارت کے موقع پر باہمی تعاون کے ضمن میں جن متعدد معاہدات پر دستخط کیے ہیں ان میں دفاعی معاہدہ بھی شامل ہے۔ اس معاہدے کی رُو سے پاک بھارت جنگ کی صورت میں ایران بعض شعبوں میں بھارت کو فوجی اڈے فراہم کرنے کا پابند ہوگا۔ گویا پاکستان کے مقابلے میں اس کی حمایت کا پلڑا بھارت کے حق میں جھکے گا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس اطلاع پر یقین کرنے کو دل تو آمادہ نہیں ہوتا لیکن ایران کی حکومت کی جانب سے تاحال اس کی تردید بھی سامنے نہیں آئی۔

یہ صورتِ حال جہاں ہماری خارجہ پالیسی کی ناکامی کا واضح ثبوت فراہم کرتی اور اس اندیشہ کو تقویت پہنچاتی ہے کہ ہم نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگا کر عملاً برادر ہمسایہ اسلامی ممالک سے خود کو کاٹ لیا ہے' وہیں مسلم اُمہ کی حالت زار اور بین الاقوامی معاملات میں مسلم ممالک کے سیاسی قائدین کی کوتاہ نظری اور بے بصیرتی کا پتہ بھی دیتی ہے۔ امتِ مسلمہ کے خلاف امریکہ جیسی سپر پاور کے ناپاک عزائم اب کسی سے مخفی نہیں۔ صدر امریکہ جارج ڈبلیو بش عالم اسلام کے خلاف ننگی جارحیت کا آغاز کر چکا ہے۔ افغانستان کو وحشت و بربریت کا نشانہ بنانے کے بعد اب عراق کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ عراق کے علاوہ جو دیگر اسلامی ممالک امریکہ کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں ان میں ایران اور پاکستان سرفہرست ہیں۔ انہی میں اب سعودی عرب کا نام بھی شامل ہو چکا ہے۔ ان حالات کا لازمی منطقی تقاضا یہ تھا کہ مسلم ممالک امریکہ اور اس کے مذموم عزائم کے مقابلے میں متحد و متفق ہو جاتے اور دشمن کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے سر جوڑ کر کوئی مشترک لائحہ عمل وضع کرتے۔ لیکن افسوس ہے کہ عالم اسلام کے سیاسی رہنما تاحال عالمی شیطانی قوتوں سے ناطہ جوڑنے اور بتوں سے امیدیں وابستہ کرنے کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں ـــــ ہمیں حیرت ہے کہ وہ ایران جس کے باشندوں نے اپنے عظیم انقلابی رہنما امام خمینی کی قیادت میں آج سے ربع صدی قبل امریکہ سے ٹکر لی تھی' آج امریکی دھمکی کے سامنے گھٹنے ٹیکتا اور اسلام کے ازلی دشمنوں یعنی مشرکین اور ہنود کے ساتھ دفاعی معاہدے کرتا نظر آتا ہے ـــــ کون نہیں جانتا کہ بے پناہ جنگی قوت کے نشے میں چور بپھرے ہوئے امریکی عفریت کی پشت پر سوار اصل مخفی طاقت یہود کی ہے جس کا بے رحم پنجہ امریکہ سمیت پورے فرنگ کی رگ جاں کو دبوچے ہوئے ہے ـــــ اور یہ بھی اب کوئی راز نہیں رہا کہ یہود و ہنود کا باہمی گٹھ جوڑ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہے ـــــ ان حالات میں ایرانی صدر کا بھارت کی واجپائی حکومت کے ساتھ دفاعی معاہدہ کرنا قطعی طور پر ناقابل فہم ہی نہیں' حُبّ ِ ملی پر کاری ضرب لگانے کے مترادف ہے ـــــ حالانکہ دوسری جانب یہی ایران اسرائیل کے خلاف حزب اللہ اور تحریکِ آزادیٔ فلسطین کی حمایت کرتا ہے اور اسی بنا پر صدر بش نے اسے ''برائی کا محور'' قرار دے کر اس کے خلاف اقدام کا راستہ ہموار کیا ہے ـــــ بہرکیف موجود الوقت حالات میں پاکستان اور ایران سمیت تمام مسلم ممالک کی سیاسی قیادتوں کو اپنا قبلہ درست کرنا اور اپنی ترجیحات کو صحیح طور پر ترتیب دینا ہوگا۔ اگر مسلم ممالک ''سب سے پہلے اسلام'' کا عملی ثبوت فراہم نہیں کرتے اور باہم اتحاد کی برکت سے خود کو مضبوط نہیں بناتے تو یکے بعد دیگرے انہیں امریکی بھیڑیے کا تر نوالہ بننے سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکے گی۔

11 ستمبر کے بعد یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ امریکہ مسلمانوں کا بھی خواہ نہیں

مغرب کا سیکولر جمہوری نظام دراصل سرمایہ داروں کی بدترین آمریت ہے

اسلامی نقطۂ نظر سے نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ اللہ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت ہے

نیو ورلڈ آرڈر کی آڑ میں امریکہ عالم اسلام کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتا ہے

امریکی عزائم اور اس کے پس پردہ کارفرما عوامل

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 24 جنوری 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

11 ستمبر 2001ء کے بعد امریکی عزائم بے نقاب ہو چکے ہیں۔ اس واقعہ سے پہلے ہمارے یہاں پڑھے لکھے لوگوں کے ایک بڑے طبقے کا یہ خیال تھا کہ امریکہ' یو این این او اور آئی ایم ایف وغیرہ مسلمانوں کے دشمن نہیں بلکہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اور عدل و انصاف کے پیامبر ہیں' یہ کہنا غلط ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے وہ یہودی سازش ہے۔ اصل میں تو یہ خود ہماری اور ہمارے سیاستدانوں کی کوتاہیاں ہیں۔ آئی ایم ایف یا ورلڈ بنک تو ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہماری معیشت سنبھل جائے۔ اگر وہ کچھ شرطیں بھی لگاتے ہیں تو اس لئے کہ ہمیں اپنے بھلے برے کی پہچان نہیں ہے۔

ہماری کوتاہیاں اپنی جگہ لیکن 11 ستمبر کے بعد یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ امریکہ مسلمانوں کا بھی خواہ نہیں ہے اور ان عالمی مالیاتی اداروں کے بارے میں پوری دنیا جانتی ہے کہ جن ترقی پذیر ممالک کو انہوں نے Support کیا ہے ان کی معیشت کبھی مستحکم نہیں ہوئی۔ معاشی مدد کے پردے میں ان کے مخفی عزائم دراصل کچھ اور ہی ہیں۔ یہ سارا ایک کھیل ہے' ہم آج سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ یہ کھیل کیا ہے؟

درحقیقت اس معاملے کی تین سطحیں (Levels) ہیں۔ ظاہری سطح تو یہ ہے کہ امریکہ جیسی بڑی قوت پوری دنیا پر اپنا نظام قائم کرنا چاہتی ہے۔ دوسری سطح یہ ہے کہ امریکہ کے پیچھے اصل قوت یہودی کی ہے جو امریکہ کی فوجی قوت کے بل پر پوری انسانیت کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ تیسری سطح یہ ہے کہ ان تمام معاملات کے پیچھے اللہ کی ایک مشیت کارفرما ہے اور ان حالات میں مسلمانانِ عالم اور دنیا کے حوالے سے اللہ کا ضابطہ اور قانون ایک ہے جو ہمیں قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ آج ہم پہلی سطح کے حوالے سے عالمی حالات بالخصوص عالم اسلام کے معاملات کو سمجھیں گے۔

i) ظاہری سطح:

ایک بات بالکل واضح ہے کہ سوویت یونین کے بکھر جانے کے بعد' امریکہ دنیا کے نقشے پر Sole Supereme Power کی حیثیت سے نمودار ہوا۔ اپنی طاقت کے نشے میں اس نے نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ بلند کیا کہ پوری دنیا پر ایک ہی نظام ہونا چاہئے۔ یعنی سیاسی سطح پر سیکولر جمہوری نظام' اور معاشی سطح پر سود پر مبنی معاشی نظام اور سماجی میدان میں مادر پدر آزاد' بے حیا تہذیب۔ اس سے پہلے دنیا میں کئی نظام رائج تھے۔ مثلاً روس کا معاشی اور سیاسی نظام بالکل الگ تھا۔ وہاں ایک پارٹی کی حکومت تھی' کسی کو فکری آزادی اور اظہار رائے کا حق حاصل نہ تھا۔ ان کا معاشی نظام کیمونزم پر مبنی تھا۔ ایک تیسری بڑی قوت اسلام ہے۔ دنیا میں ایک ارب سے زائد مسلمان بھی ایک نظام کے دعویدار ہیں' اگرچہ تاحال وہ صرف کتابوں میں لکھا ہے یا وعظ کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

بہرحال اب امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ صرف ایک ہمارا ہی ورلڈ آرڈر ہوگا۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ یو ایس ایس آر کے بکھر جانے کے بعد امریکہ میں End of History نامی کتاب لکھی گئی جس میں کہا گیا کہ ''باقی تمام نظام فیل ہو چکے ہیں اور نوع انسانی ایک ارتقائی عمل کے نتیجے میں جس آخری نظام تک پہنچی ہے وہ ہمارا (یعنی امریکہ کا) نظام ہے۔'' اسی نظام کو تقریباً تمام یورپین ممالک نے بھی اختیار کیا ہوا ہے۔ اور اب اس نظام کو پوری دنیا میں تسلیم اور اختیار کیا جانا چاہئے۔ اسی دوران اس وقت ہنٹنگٹن کی مشہور زمانہ کتاب "Clash of Civilization" بھی سامنے آئی جس میں کہا گیا کہ پورے گلوب پر اس نظام کے تسلط کے راستے میں کچھ رکاوٹیں ہیں۔ اگرچہ روس بکھر چکا ہے اور کیمونزم بھی نظریئے کی حیثیت سے اپنی موت مر چکا ہے لیکن چائنہ کی اپنی ایک تہذیب ہے جسے کیفیوشین تہذیب کہتے ہیں جو ہم سے مختلف ہے اور اب تک اس کا تشخص برقرار ہے۔ لہٰذا وہ اس نظام کے راستے کی رکاوٹ بن سکتا ہے یا پھر اسلام ہے۔ کیونکہ مسلمان ابھی تک امریکی طرز معاشرت میں پوری طرح مدغم نہیں ہو سکے۔ اگرچہ اپنے سیاسی اور معاشی نظریات کے مطابق وہ ابھی کوئی نظام قائم نہیں کر سکے لیکن امکانی طور پر بالقوہ خطرہ تو موجود ہے اور حقیقت کے اعتبار سے انہیں سب سے زیادہ خطرہ اسلام ہی سے ہے۔ ورنہ چائنہ اور امریکی معاشرت میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ چائنہ نے بھی کچھ سیکولر جمہوری نظام اپنے یہاں شامل کر لیا ہے۔ انہیں سود وغیرہ کے حوالے سے بھی کوئی پریشانی نہیں ہے۔ اس لئے امریکہ سمجھتا ہے کہ باقی سب تو نیو ورلڈ آرڈر میں مدغم ہو سکتے ہیں' سوائے اسلام اور مسلمانوں کے۔ دراصل اس نیو ورلڈ آرڈر کے جو تین ستون ہیں یعنی سیاسی' معاشی اور سماجی نظام ان تینوں کو اسلام ہی بھرپور طور پر چیلنج کرتا ہے کیونکہ اسلام کی رو سے نیو ورلڈ آرڈر کے یہ تینوں اہم گوشے اللہ کی سرکشی اور فرعونیت کے مظاہر ہیں۔

سیاسی سطح پر نیو ورلڈ آرڈر جس سیکولر جمہوری نظام کا علمبردار رہے اس کی بنیاد میں آسمانی ہدایت اور دین و مذہب

سے بغاوت کا اعلان شامل ہے کہ ہم جو سیاسی نظام وضع کریں گے اس میں یہ حوالہ نہیں دیا جا سکے گا کہ مذہب کیا کہتا ہے۔ ہم اپنی سوچ کے مطابق جو نظام چاہیں گے وضع کریں گے۔ اگر چہ عیسائیت میں بھی یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ شریعت موسوی ہمارے لئے بھی قابل عمل ہے' لیکن انہوں نے عیسائی ہونے کے باوجود اس سے بغاوت کی ہے۔ بظاہر تو یہ آزادئ رائے ہے لیکن یہ محض ایک فریب ہے۔ مغرب کا سیکولر جمہوریت کا نظام اصل میں سرمایہ داروں کی آمریت ہے جو سرمائے اور میڈیا کی قوت سے قائم ہوتا ہے اور عوام اس حماقت میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ اپنی رائے کے معاملے میں آزاد ہیں۔ اس لئے کہ الیکشن یا تو سرمایہ دار لڑے گا یا وہ جسے سرمایہ دار Support کر رہا ہو' کہنے کو تو آزادئ رائے ہے لیکن ایک تو یہ سرمایہ داروں کا کھیل ہے اور دوسرے یہ کہ سرمایہ دار اپنے سرمائے کے بل پر رائے عامہ کو میڈیا کے ذریعے ہموار کرتے ہیں۔ اس کا مظہر 11 ستمبر کے واقعہ کے بعد ہم سب نے دیکھا کہ ابھی کوئی شے سامنے نہیں آئی تھی لیکن میڈیا نے اسامہ اور افغانستان کا نام لینا شروع کر دیا گیا۔ یہ تو کئی دن بعد جا کر معلوم ہوا تھا کہ ہائی جیکرز میں کچھ عرب نوجوان بھی تھے لیکن لاجسٹک سپورٹ کے بغیر اتنا بڑا کام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اب تک یہ تحقیق نہیں کرائی گئی کہ وہ کون تھے جنہوں نے ان کی مدد کی تھی اور سارا نزلہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت افغانستان اور عرب مجاہدین پر گرا دیا گیا۔ حقیقت میں مغربی جمہوری نظام بدترین آمریت ہے۔

اب دیکھئے کہ اس سیکولر نظام کے برعکس سیاسی سطح پر اسلام کی تعلیمات کیا ہیں۔ دور حاضر کے ترجمان القرآن علامہ اقبال نے کیا عمدگی سے واضح کیا ہے!

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری

از روئے اسلام حاکمیت اور حکمرانی کا اختیار صرف اللہ کا ہے۔ وہی قانون' شریعت اور نظام عطا فرماتا ہے۔ انسان کا کام یہ ہے کہ اس کے دیئے ہوئے نظام کو قائم کرے۔ اور اس کی عطا کردہ شریعت کو نافذ کرے۔ اسی کا نام خلافت ہے۔ انسان کو حق نہیں ہے کہ کچھ انسان دوسروں کے بارے میں قانون سازی کریں۔ یہ استبداد کی ایک شکل ہے اور بدترین ظلم ہے۔ اس لئے کہ جب بھی انسان اپنے ذہن سے قانون بنائے گا تو نادانستہ طور پر اس میں اپنے طبقے کی حمایت آ جائے گی۔ اگر سرمایہ دار قانون بنائے گا تو وہ سرمائے کا تحفظ کرے گا اور یہ اختیار مزدور کے ہاتھ آ جائے تو وہ اپنے نقطۂ نگاہ سے سوچے گا۔

زمام کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریق کوہ کن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

اسی طرح مرد اپنے نقطۂ نگاہ اور عورت اپنے زاویہ نگاہ سے قانون سازی کرے گی۔ بحیثیت انسان کوئی اس کا اہل نہیں ہے کہ وہ ایک منصفانہ اور عادلانہ نظام بنا سکے۔ یہ تو انسان کا خالق ہی بنا سکتا ہے۔ اگر اس نے نظام دیا نہ ہوتا تو دوسری بات تھی' لیکن حضور اکرم ﷺ کی وساطت سے ڈیڑھ ہزار برس قبل اللہ نے اپنا مکمل نظام اور قانون انسانیت کو عطا فرما دیا۔ لہٰذا اب اس زمین پر اللہ کی شریعت اور قانون نافذ ہوگا۔ کوئی انسان اگر کہے کہ میرا قانون چلے گا تو وہ فرعون ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ اللہ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت ہے اور یہ دراصل شیطان کا پرزور نعرہ ہے۔

اب معاشی سطح پر دیکھئے۔ اس مغربی نظام کی ساری معیشت سود پر Based ہے۔ سود ہر آسمانی مذہب میں حرام رہا ہے اور اسے بدترین جرم قرار دیا گیا۔ تورات میں حرام ہے اور مسلمانوں کے نزدیک تو اس درجے حرام اور ناقابل برداشت ہے کہ قرآن میں صاف فرما دیا گیا کہ اگر سود نہیں چھوڑتے تو "اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔"

سود کے علمبرداروں کا کہنا ہے کہ بیع اور ربا (تجارت اور سود) میں کوئی خاص فرق نہیں ہے؟ ایک شخص بازار سے 10 روپے کی چیز لاتا ہے اور 15 روپے میں بیچ دیتا ہے۔ آپ کہتے ہیں یہ تجارت ہے اور تجارت انبیاء کا پیشہ تھا اور یہ کہ ایماندار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ جب کہ اگر کوئی شخص کسی ضرورت مند کو کچھ روپے دے اور کچھ عرصہ بعد اس سے رقم ایک معین منافع سمیت لے واپس لے تو تم کہتے ہو کہ یہ خباثت ہے۔ اگر چہ بظاہر تو دونوں ایک ہی شے ہیں۔ لیکن اس میں جو خباثت مضمر ہے وہ اللہ کو معلوم ہے اور آج دنیا بھی سودی نظام کی خباثت اور شناعت کو کافی حد تک سمجھ چکی ہے۔ لیکن اس کا جال اس درجہ کسا جا چکا ہے کہ اب اس سے نکلنا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے ذریعے معاشی سطح پر انسانیت کا بدترین استحصال ہو رہا ہے۔

سودی نظام سے کیا ہوتا ہے؟ دراصل کسی بھی ملک کے وسائل محدود ہوتے ہیں اور ان پر اس ملک کے تمام باشندوں کا یکساں حق ہوتا ہے۔ لیکن سودی نظام میں عملاً ان تمام وسائل پر بتدریج ایک محدود طبقہ قابض ہو کر تمام سرمایہ سمیٹ لیتا ہے اور اس ملک کی 90% سے زائد آبادی محروم سے محروم تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس سے بڑا ظلم اور استحصال کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور اس نیو ورلڈ آرڈر کی Base یہ سودی نظام ہے جو انسانیت کا قاتل ہے۔

اسی طرح دیکھئے مغرب کا معاشرتی نظام کیا ہے؟ ایک جملے میں کہیں تو وہ مادر پدر آزاد بے حیا تہذیب ہے' لیکن وہ دو بڑے خوش کن Slogans پر قائم ہے۔

i) آزادی (Freedom): ہر انسان کو مکمل آزادی ہونی چاہئے یہاں تک کہ بچوں پر بھی کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے۔ انہیں اگر والدین جھڑکیں بھی تو یہ قابل دست اندازی پولیس جرم ہے۔ کسی پر کوئی قدغن نہیں ہونی چاہئے۔ اس آزادی کو بھی انہوں نے میڈیا کے ذریعے سے ایک خاص رخ پر ڈالا ہے۔ عورت اور مستورات کے الفاظ کے اندر ہی یہ معنی موجود ہیں کہ ڈھکے اور چھپے رہنے کی شے۔ شیطان نے چاہا کہ مستورات کو مکشوفات بنا دے۔ لہٰذا آج آزادی کے نام پر عورت کو بے لباس کر کے اس کی کی انتہائی تذلیل کی جا رہی ہے لیکن میڈیا کا کرشمہ ہے کہ عورت اسے اپنی تذلیل نہیں سمجھ رہی۔

ii) مساوات مرد و زن: مساوات کا نعرہ تو دے دیا گیا لیکن عورت پر فطرت نے جو ذمہ داریاں ڈالی ہیں مرد انہیں تو Share نہیں کر سکتا۔ پیدائش' رضاعت اور بچے کی دیکھ بھال کا معاملہ کیسے Share کیا جا سکتا ہے۔ عورت پر یہ بوجھ تو تھا ہی' اس پر نئی تہذیب کے رکھوالوں نے اضافی بوجھ ڈال دیا کہ وہ باہر نکلے' ملازمت کرے اور مرد کے ساتھ معاشی بوجھ کو Share کرے۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ جب مرد و زن کی مساوات ہے تو اگر مرد طلاق کا حق رکھتا ہے تو عورت کو بھی اس کا حق حاصل ہے۔ بظاہر یہ بہت خوشنما باتیں ہیں۔ لیکن اس میں بنیادی حقائق کو نظر انداز کر دیا گیا۔ چنانچہ اس کا جو Output سامنے آیا وہ یہ کہ عائلی نظام تباہ و برباد ہو گیا۔ بچہ اپنی ماں اور باپ دونوں کی شفقت و محبت سے محروم ہو گیا۔ ایسے بیمار معاشرتی ماحول میں پلنے والے بچوں کی ذہنیت مریضانہ نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگی! اقبال نے ایک صدی قبل مغربی معاشرے کے اس سقم کو محسوس کرتے ہوئے یہ انتباہ کیا تھا کہ

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا!

یہ ہے وہ نیو ورلڈ آرڈر جو دراصل اللہ سے بغاوت پر مبنی شیطانی اور ابلیسی نظام ہے' جس کے لئے امریکہ کا اعلانیہ ایجنڈہ ہے کہ اسے پوری دنیا پر نافذ ہونا چاہئے۔ البتہ اس نیو ورلڈ آرڈر کے پردے میں امریکہ کا ایک مخفی ایجنڈا بھی ہے۔ امریکہ اس وقت بدترین معاشی حالات کا شکار ہے۔ دنیا کی سب سے زیادہ مقروض حکومت امریکن فیڈرل گورنمنٹ ہے اور یہ کسی دوسرے ملک کی نہیں بلکہ یہودی بنکرز اور ساہوکاروں کی مقروض ہے اور وہ مقروض حکومت اپنی معاشی بحالی کے لئے دنیا کے وسائل بالخصوص تیل پر قابض ہونا چاہتی ہے۔ چنانچہ امریکی عزائم کے اعتبار سے سطحی طور پر یہ بات ٹھیک ہے کہ افغانستان پر اس

(باقی صفحہ 18 پر)

مولانا حسین احمد مدنیؒ، علامہ اقبال اور فرزندِ اقبال

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے مضمون کا دوسرا حصہ جو 22 جنوری کے نوائے وقت میں شائع ہوا

۹ر دسمبر ۲۰۰۲ء کی تقریب بسلسلہ اعزاز ڈاکٹر عامر عزیز خاں میں جناب مجید نظامی نے راقم الحروف پر کرم فرمائی کے علاوہ دو اہم انکشافات مزید کئے:

(۱) پہلا یہ کہ ''قائد اعظم نے تو مولانا مودودی سے کام لینے کی بہت کوشش کی لیکن مودودی صاحب اپنے ''ویٹو'' کے مطالبے پر اڑے رہے!''—— یہ معاملہ بہت اہم ہے اور اس کی پوری تفصیل عوام کے سامنے آنی چاہئے۔ اور اگر میرے جیسے لوگ جو تحریک پاکستان کے بھی کارکن تھے' اور پھر مولانا مودودی کے بھی ''پیروکار'' رہے اس سے ناواقف ہیں' تو ''تا بہ دیگراں چہ رسد!'' میری درخواست محترم مجید نظامی صاحب سے یہ ہے کہ اس معاملے کی تفاصیل سے عوام کو آگاہ فرمائیں—— تو میں ذاتی طور پر ممنون ہوں گا!

(۲) دوسری بات یہ کہ پسر اقبال—— ڈاکٹر جاوید اقبال—— کہتے ہیں کہ ''مدنی بھی ٹھیک تھا اور اقبال بھی ٹھیک تھا!—— جس پر نظامی صاحب نے تبصرہ کیا: ''میں کہتا ہوں کہ یہ کیسے ممکن ہے' مدنی ٹھیک تھا تو اقبال غلط تھا' اور اقبال ٹھیک تھا تو مدنی غلط تھا!''

میرے لئے یہ دوسرا انکشاف بہت مسرت اور خوشی کا موجب ہوا کہ ع ''متفق گردید رائے بوعلی بارائے من!''—— اس لئے کہ ڈاکٹر جاوید اقبال کو تو اللہ نے ع ''یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!'' کے مصداق اقبال کے صلبی فرزند کا مقام عطا فرمایا ہی ہے' میں خود بھی اپنے آپ کو اقبال کے فرزند معنوی ہونے کے قرار دینے کی جرأت تو نہیں کر سکتا' البتہ میں نے اپنے لئے ''یکے از رگہائے سازِ اقبال'' کا لقب اختیار کر لیا ہے (بحوالہ شعر اقبال: ''چنگ را گیرید از دستم کہ کار از چنگ رفت۔ نغمہ ام خوں گشت راز رگہائے ساز آید بروں!'')

چنانچہ میری اپنی رائے بھی یہی ہے کہ اصولی اور خصوصاً دینی اعتبار سے مولانا حسین احمد مدنیؒ کی رائے غلط نہیں تھی۔ دفاعی مقاصد کے لئے کسی غیر مسلم قوم کے ساتھ اتحاد اور اشتراک عملی ہرگز حرام نہیں ہے! اس ضمن میں صلح حدیبیہ کی بات تو ایک طرف رہنے دیں کہ اس کا معاملہ ایک سے زائد پہلوؤں کا حامل ہے—— اور ویسے بھی وہ خالصتاً من جانب اللہ بھی تھی! اور وہ بظاہر کسی کے خلاف بھی نہ تھی (اگرچہ حکمتِ الٰہی اور حکمت نبویؐ میں وہ یہودیوں کے اس گڑھ کے خلاف تھی جو خیبر میں خیمہ زن ہو گیا تھا)—— ''میثاقِ مدینہ'' جس میں آنحضور ﷺ نے یہود مدینہ کو ''جکڑ'' لیا تھا (الفاظ قرآنی ﴿لا یوثق وثاقه احد﴾ سورۃ فجر میں باندھ لینے اور جکڑ لینے ہی کا مفہوم ہے!) نبی اکرم ﷺ کی معاملہ فہمی' دور اندیشی' اور سیاسی حکمت عملی کا شاہکار تھا! (یہی وجہ ہے کہ سر منٹگمری واٹ نے اس ضمن میں تحسین وستائش کے جملہ الفاظ آنحضور ﷺ کی شان میں جمع کر دیئے ہیں!)—— اور اس کی اصل حیثیت ''مدینہ منورہ کے اجتماعی دفاع'' کے معاہدے کی تھی!—— تو انگریز سے نجات پانے کے لئے ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کا اتحاد اصولی طور پر ہرگز غلط نہ تھا——!

یہ واضح رہنا چاہئے کہ ہندوستان کا انگریزی استعمار سے آزادی حاصل کرنے کا معاملہ ہرگز آسان نہ تھا۔ یہ بات تو دراصل ایک جانب دوسری جنگ عظیم کی ''برکات'' میں سے تھی کہ سلطنت برطانیہ اس قدر کمزور ہو گئی کہ اس کے لئے دور دراز کے مقبوضات پر قبضہ برقرار رکھنا ممکن نہیں رہا تھا۔ اور اسے بہرصورت یہاں سے اپنا بوریا بستر گول کرنا ہی تھا—— اور دوسری طرف عالمی سطح پر امریکہ ایسی عظیم قوت ابھر کر آ گئی تھی جو آزادی کی تحریکوں کی معنوی تائید کر رہی تھی—— ورنہ ذرا سوچئے کہ ہندوستان ایسی ''سونے کی چڑیا'' کو انگریز آسانی کے ساتھ آزادی دے سکتا تھا؟—— یہ آزادی صرف اور صرف ہندوؤں اور مسلمانوں کی متحد جدوجہد ہی کے ذریعے حاصل کی جا سکتی تھی اور وہ بھی ہزاروں نہیں لاکھوں جانوں کا نذرانہ دینے کے بعد!

گویا ہندوستان کی آزادی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی (غدر یا بغاوت؟) کے بعد ایک دوسری ہندو مسلم متحدہ جنگ آزادی کے بغیر ناممکن الحصول تھی!—— صرف اس فرق کے ساتھ کہ پہلی جنگ آزادی نہ کسی منصوبہ بندی کی بنا پر لڑی گئی تھی نہ ہی اس کے ضمن میں اتحاد و اشتراک عمل کی کوئی متفق علیہ اور منظم سکیم موجود تھی۔ اب ضرورت تھی کہ ہندو مسلم اتحاد باضابطہ ہو اور منظم عوامی جدوجہد کے ذریعے جنگ لڑی جائے!—— اس سلسلے میں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد استخلاص وطن کی جدوجہد صرف مسلمانوں اور ان کے بھی علماء کرام کی قربانیوں (پھانسیوں' اور کالے پانیوں) کی صورت میں چل رہی تھی—— اور بیسویں صدی کے آغاز میں بھی اس کی قیادت علماء اسلام ہی کے ہاتھ میں تھی—— جس کا نمایاں ترین مظہر یہ ہے کہ جب ۱۹۲۰ء میں شیخ الہندؒ رہائی پا کر واپس آئے اور بمبئی کی بندرگاہ پر اترے تو وہاں ان کی قدم بوسی کے لئے حاضری دینے والوں میں جہاں مسلمانوں کے عظیم دینی رہنما حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محل بھی تھے' وہیں ہندوؤں کا عظیم مہاتما موہن داس کرم چند گاندھی بھی تھا!—— اس وقت اگر تحریک آزادی ہند مولانا آزاد کی قیادت میں تحریک خلافت کے ضمیمے اور تتمہ کے طور پر چل جاتی تو ہندوستان کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی—— واللہ اعلم!

یہ دوسری بات ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ یا ہزار سالہ غلامی کا جو ردعمل فطری طور پر موجود تھا—— اور اس جلتی آگ پر جو تیل برطانوی سامراج نے ''لڑاؤ اور حکومت کرو!'' کی حکمتِ عملی کے تحت ڈالا تھا اس کے نتائج اور عواقب بھی ۱۹۲۰ء کے لگ بھگ سامنے آنے لگے تھے۔ جس کے نتیجے میں ایک جانب محمد علی جناح نے جو ہندو مسلم اتحاد کے سفیر رہے تھے ہندو کانگریس کے رویئے سے بددل اور مایوس ہو کر جداگانہ راہ اختیار کی—— اور اس سے بھی بڑھ کر علامہ محمد اقبال نے ع ''کتاب ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے!'' کا صور پھونک کر اسلامیانِ ہند کے دینی' تہذیبی اور ثقافتی تشخص کی حفاظت اور ان کے سیاسی حقوق کے حصول کے لئے شروع ہونے والی مسلم قومی تحریک میں احیاء اسلام کی

مثبت روح پھونک دی۔ اور اسلامیانِ ہند جو ہندو احیائی وانتقامی طوفان کے تھپیڑوں کو شدت سے محسوس کر رہے تھے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے——! گویا اصولی اعتبار سے حضرت مدنیؒ بھی غلط نہ تھے—— لیکن معروضی حالات کے اعتبار سے علامہ اقبال کا موقف صحیح تر تھا!

ان بدلے ہوئے حالات میں ضرورت تھی کہ حضرت شیخ الہندؒ کے سیاسی وارث اس ''اجتہاد'' کو بھرپور طریق پر بروئے کار لاتے جس کی جانب خود حضرت شیخؒ نے اپنی ایک تقریر میں جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے مشترک جلسے میں کی گئی تھی ان الفاظ میں اشارہ کیا تھا!:——

''ہاں' یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور آج پھر کہتا ہوں کہ ان اقوام کی باہمی مصالحت اور آشتی کو اگر آپ پائیدار اور خوشگوار دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی حدود کو خوب اچھی طرح دلنشیں کر لیجئے اور وہ حدود یہی ہیں کہ خدا کی باندھی ہوئی حدود میں ان سے کوئی رخنہ نہ پڑے۔ جس کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ صلح و آشتی کی تقریب سے فریقین کے مذہبی امور میں سے کسی ادنیٰ امر کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اور دنیوی معاملات میں ہرگز کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی فریق کی ایذا رسانی اور دل آزادی مقصود ہو۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب تک بہت جگہ عمل اس کے خلاف ہو رہا ہے۔ مذہبی معاملات میں تو بہت لوگ اتفاق ظاہر کرنے کے لئے اپنے مذہب کی حد سے گزر جاتے ہیں' لیکن محکموں اور ابواب معاش میں ایک دوسرے کی ایذا رسانی کے درپے رہتے ہیں۔ میں اس وقت جمہور سے خطاب نہیں کر رہا ہوں بلکہ میری گزارش دونوں قوموں کے زعماء (لیڈروں) سے ہے کہ ان کو جلسوں میں ہاتھ اٹھانے والوں کی کثرت اور ریزولیوشنوں کی تائید سے دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ یہ طریقہ سطحی لوگوں کا ہے اور ان کو ہندو و مسلمانوں کے نجی معاملات اور سرکاری محکموں میں متعصبانہ رقابتوں کا اندازہ کرنا چاہئے''۔ (بیس بڑے مسلمان' ص ۲۹۱)

میں نے اس سے قبل حضرت مولانا مدنیؒ کی ''نقش حیات'' پر مولانا مودودی مرحوم کی تنقید کے ''غیر منصفانہ'' ہونے کا ذکر کیا تھا اس کا پس منظر یہ ہے کہ مولانا مدنیؒ نے اپنی خود نوشت سوانح حیات میں یہ موقف اختیار کیا تھا کہ ''ہم لوگ تو مقلد ہیں!۔ چنانچہ ہم وہی راستہ اختیار کر رہے ہیں جو حضرت سید احمد بریلویؒ نے اختیار کیا تھا!'' یعنی ہندو اور مسلمان مل کر انگریز کی غلامی سے نجات پائیں' اس ضمن میں مولانا مدنیؒ نے سید صاحبؒ کے وہ متعدد خطوط بھی شائع کئے تھے جو آنجنابؒ نے ہندو راجوں اور مہاراجوں کے نام اس سلسلے میں لکھے تھے!—— مولانا مودودی مرحوم نے مولانا مدنیؒ کے ہندو مسلم اتحاد کے نظریئے پر تو شدید تنقید کی لیکن اس پوری دلیل سے صرف نظر کر لیا—— ان کے لئے دو راستے ممکن تھے کہ یا تو ان حوالوں کو غلط قرار دیتے' یا پھر حضرت سید شہیدؒ پر بھی تنقید کرتے—— لیکن اس پورے معاملے کو گول کر جانا اور اس سے غض بصر کر لینا ہرگز درست نہ تھا—— البتہ اب اس وقت میں حضرت مدنیؒ کے اپنے ہی قول کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ حضرت سید صاحب کی شہادت کو ایک صدی بیت چکی تھی اور اس عرصے کے دوران بہت سا پانی وقت کے دریا میں بہہ کر گزر چکا تھا—— اب حالات کی تبدیلی کا تقاضا تھا کہ تقلید نہیں ''اجتہاد'' سے کام لیا جائے—— خصوصاً جبکہ ان کے شیخ اس کی جانب اشارہ بھی کر گئے تھے! لیکن جو کچھ بالفعل ہوا یعنی شدھی اور سنگھٹن ایسی تحریکیں بھی مولانا مدنیؒ اور ان کے رفقاء کی آنکھیں نہ کھول سکیں تو اس پر اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ ''ما شاء الله كان وما لم يشا لم يكن!''——! بہرنوع هذا ما عندی والعلم عند الله!

دعائے صحت کی اپیل

ہمارے رفیق کار مولانا شیخ رحیم الدین صاحب کے استاد محترم مولانا ابوطلحہ شمس الحق صاحب دامت برکاتہم سخت علیل ہیں۔ تمام قارئین کرام سے گزارش ہے کہ مولانا کے لئے صحت کاملہ کی دعا فرمائیں۔ آمین! (ادارہ)

تنظیم اسلامی کا آل پاکستان

اجتماع

ان شاء اللہ العزیز

23 تا 25 فروری فردوسی فارم دراجکے (نزد سادھوکے) میں ہوگا

پروگرام کا آغاز

23 فروری بروز اتوار' نماز عصر (4:30 بجے) سے ہوگا

اور یہ اجتماع 25 فروری بروز منگل نمازِ ظہر تک جاری رہے گا۔

☆ فروری کے اواخر میں رات کے وقت موسم کافی سرد ہوتا ہے لہٰذا شرکاء سے درخواست ہے کہ اوڑھنے کے لئے کمبل ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

☆ اس اجتماع میں خواتین کے لئے کوئی انتظام نہیں ہوگا لہٰذا اُن سے پیشگی معذرت ہے۔

تمام ملتزم ومبتدی رفقاء سے گزارش ہے کہ وہ اس اجتماع میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیں!

نوٹ: سادھوکے لاہور اور گوجرانوالہ کے درمیان قریباً وسط میں واقع ہے۔
اجتماع گاہ (دراجکے) سادھوکے سے 4 کلومیٹر کے فاصلے پر بیگ پور کی جانب واقع ہے۔

المعلن: اظہر بختیار خلجی، ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان
67 ... فون 6316638-6366638

امریکی عزائم اور عالم اسلام (۲)

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابوالحسن

سوویت یونین کی شکست و ریخت اور مشرقی یورپ سے کمیونسٹ حکومت کے خاتمہ کے بعد نیٹو کے فوجی سربراہ سے سوال کیا گیا کہ نیٹو کے قیام کا مقصد کمیونزم کے خطرے سے نمٹنا تھا تو کمیونزم کے خاتمے کے بعد نیٹو کو قائم رکھنے کا کیا جواز ہے۔ جواب ملا کہ اسلام کا خطرہ ابھی دنیا میں موجود ہے اس سے نبرد آزما ہونے کے لئے نیٹو کو نہ صرف قائم رکھنے بلکہ مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ روس نے نیٹو میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کر دیا' یعنی پہلے مسلمانوں کو ساتھ ملا کر کمیونزم کا تیاپانچہ کیا پھر عالم اسلام کے خلاف سابق کمیونسٹ ممالک کا تعاون حاصل کر لیا۔ یوں عالم اسلام کے خلاف امریکی عزائم ہر کس و ناکس پر عیاں ہو گئے۔ البتہ صاحب بصیرت لوگ روز اوّل سے مانتے تھے کہ امریکہ کمیونزم سے نمٹنے کے بعد عالم اسلام کے خلاف کھلم کھلا جارحانہ رویہ اختیار کرے گا۔ اس لئے کہ گزشتہ نصف صدی میں وہ عالم اسلام کو اپنا اتحادی کہنے کے باوجود اس کے خلاف در پردہ سازشیں کرتا رہا' مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک کو آپس میں لڑاتا رہا' اپنے لے پالک اسرائیل کو زبردست اقتصادی اور فوجی مدد دے کر ایک ایسا خونخوار درندہ بنا دیا جو اس کی شہہ پر عرب ممالک پر جھپٹتا رہا اور فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلتا رہا۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل کو تکنیکی اور سفارتی سطح پر مدد فراہم کی لیکن عرب خصوصاً مصریوں نے چونکہ اس جنگ میں نااہلی اور بزدلی کا مظاہرہ کیا تھا لہٰذا عسکری سطح پر امریکہ نے کھلم کھلا سامنے آنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ البتہ سیز فائر کے بعد جب اسرائیل' مصر' اردن اور شام کے بہت سے علاقوں پر قابض ہو گیا تو اقوام متحدہ کی واضح قرارداد کے باوجود عرب علاقے خالی نہ کرنے میں اسرائیل کی پشت پناہی کرتا رہا۔

1973ء کی جنگ میں مصریوں نے اپنی نااہلی اور بزدلی کا داغ دھو دیا اور اسرائیلی خفیہ ایجنسیوں کو مکمل طور پر دھوکہ دے کر اور انتہائی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رات کے اندھیرے میں نہر سویز عبور کر کے اسرائیلی افواج پر شب خون مارا۔ اسرائیل بدحواس ہو گیا اور مصریوں نے ہر طرف سے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اسرائیلی وزیراعظم گولڈا میئر نے بعد ازاں انکشاف کیا کہ اسرائیلی افواج کے حالات اس قدر دگرگوں ہو گئے تھے کہ میں نے خودکشی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں امریکہ اسرائیل کی مدد کو پہنچا۔ اس نے امریکہ سے میدان جنگ تک ہوائی جہازوں کا پل قائم کر دیا اور براہ راست میدان جنگ میں اسرائیل کو ہر قسم کی مدد پہنچائی اور اسرائیل کی شکست کو فتح میں تبدیل کر دیا۔ اس جنگ نے مشرق وسطیٰ کا سیاسی نقشہ بھی تبدیل کر دیا۔ مصر کے صدر انور سادات نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ وہ اسرائیل سے تو جنگ کر سکتے ہیں امریکہ سے نہیں کر سکتے تھے۔ سوویت یونین جو مصر کا اتحادی تھا امریکی تیور دیکھ کر دب گیا اور محض بیانات دینے پر اکتفا کیا جس پر مصر میں زبردست مایوسی پھیل گئی اور انور سادات نے امریکہ کی طرف دوستی کا ہاتھ پھیلایا جو کیمپ ڈیوڈ معاہدے پر منتج ہوا۔

اسی طرح ساری دنیا کو جمہوریت کا سبق دینے والا امریکہ' الجزائر میں اس وقت جمہوریت کے راستے کی دیوار بن جاتا ہے جب اسے محسوس ہوتا ہے کہ جمہوری حکومت تو الجزائر میں اسلامی نظام کو قائم کر دے گی۔ سعودی عرب' اردن' مراکش اور عرب امارات میں امریکہ بادشاہت کو اس لئے سپورٹ کر رہا ہے کہ وہاں جمہوری آزادی حاصل ہو جانے کی صورت امریکہ دشمن حکومتیں قائم ہو جائیں گی۔ اور امریکہ ان حکومتوں کو سپورٹ کرنے کی قیمت یوں وصول کر رہا ہے کہ وہاں سے تیل کوڑیوں کے دام وصول کر رہا ہے۔ کبھی ایران کو عربوں سے لڑایا جاتا ہے اور کبھی ترکی کو ان کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ ایرانی انقلاب کے بعد عراق کو شہہ دے کر ایران پر حملہ کروا دیا اور کئی سال تک وہ ایک دوسرے کی طاقت کا مزہ چکھتے رہے۔

نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ سینئر بش نے سوویت یونین کے خاتمہ پر لگایا۔ اس نعرہ کو عملی شکل دینے کا آغاز یوں کیا کہ عراق کو ترغیب دی کہ وہ کویت پر حملہ کر دے' اسے یقین دلایا کہ ان کی باہمی جنگ میں امریکہ فریق نہیں بنے گا اور ان کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا۔ اس موقع پر صدام سے حماقت عظمیٰ کا ارتکاب ہوا' اس نے نہ صرف کویت پر حملہ کر دیا بلکہ سعودی عرب کو بھی للکارا۔ امریکہ کے لئے یہ سنہری موقع تھا۔ اس نے تمام عرب ممالک کو بھی عراق کا ہوا دکھا کر خوفزدہ کر دیا اور اسی عذر کی بنا پر کویت' بحرین' سعودی عرب اور امارات میں بڑی تعداد میں اپنی افواج لے آیا۔ یہی وہ وقت تھا جب اسامہ بن لادن اور امریکہ میں شدید اختلاف پیدا ہو گئے کیونکہ اسامہ عرب میں امریکی افواج کی موجودگی کا سخت مخالف تھا۔ خلیج کی اس جنگ میں امریکہ نے عالمی اتحاد بنا کر زوردار حملہ کیا اور عراق کا بھرکس نکال دیا اور اسے کویت سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس وقت صدام حسین کے اقتدار کے خاتمہ کی بالکل بات نہ کی۔ صدام حسین کو وہ زندہ اور مقتدر اس لئے رکھنا چاہتا تھا کہ بعد ازاں اس کی ذات کو عذر بنا کر عرب میں کوئی بڑی کارروائی کی جا سکے۔ ایسی کارروائی کا وقت شاید آ چکا ہے۔ عراق کو کہا جا رہا ہے کہ اگرچہ اسلحہ انسپکٹروں کو تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہیں مل سکے لیکن ان ہتھیاروں کو بازیاب کرانا عراق کی ذمہ داری ہے اگر عراق نے یہ ہتھیار پیش نہ کئے تو جنگ ناگزیر ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر عراق کے پاس ایسے ہتھیار موجود ہی نہیں تو وہ کس طرح امریکہ بہادر کی خدمت میں یہ ہتھیار پیش کر دے گا۔ اصل قصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ عراق جو سیال سونا یعنی تیل کی دولت سے مالا مال ہے اس وقت مشرق وسطیٰ کا پچیس فیصد تیل عراق میں ہے اس کو امریکہ للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ دنیا اتنی احمق ہے کہ امریکہ کی اس عیاری کو سمجھ نہیں رہی دنیا بھر میں امریکہ کے اس طرز عمل پر احتجاج شروع ہو گیا ہے۔ مسلم ممالک تو براہ راست متاثر ہیں۔ یورپ میں فرانس اور جرمنی نے زوردار انداز میں امریکہ کے عراق پر ممکنہ حملہ کی مخالفت کی ہے۔ ترقی پذیر ممالک خصوصاً مسلم ممالک پر حملہ کے خلاف عوامی سطح پر شدید ردعمل سامنے آیا ہے۔ اور وہ دبی زبان سے امریکہ سے التجائیں کر رہے ہیں کہ عراق پر حملہ نہ کرے۔ وگرنہ ان کے لئے امریکہ کی حمایت برقرار رکھنا دشوار ہو جائے گا۔

عالم اسلام اسلام کے خلاف امریکہ کے اصل عزائم اور اس کی بدترین دشمنی 11 ستمبر 2001ء کے بعد سامنے آئی جب نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو دہشت گردی سے تباہ کر دیا گیا جس میں ہزاروں افراد ہلاک ہو گئے امریکی میڈیا نے حادثہ کے فوری بعد اس دہشت گردی کو افغانستان اور وہاں پناہ گزین اسامہ بن لادن پر تھوپ دی۔ امریکہ نے اس دہشت گردی کو امریکہ پر حملہ قرار دیا اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ امریکہ جوابی کارروائی کر کے حملہ آوروں کو تباہ و برباد کر دے گا اور دنیا کے کسی کونے میں انہیں پناہ نہیں لینے دے گا۔ اس موضوع سے متعلقہ بات یہ ہے کہ امریکہ نے بغیر کسی قسم کے ثبوت کے 11 ستمبر کی دہشت گردی کا بدلہ چکانے کے لئے افغانستان کو ٹارگٹ بنا لیا۔ یہ امریکہ کی مسلم دشمنی کا واضح ثبوت تھا۔ افغانستان پر حملہ میں امریکہ نے جس حیران کن جلد بازی کا مظاہرہ کیا اس کی ایک وجہ تو وہی دولت کی لالچ کیونکہ بعض ماہرین کے مطابق معدنی دولت کے لحاظ سے افغانستان امیر ترین ملک ہے اور دنیا کا واحد ملک ہے جہاں ہر قسم کی معدنی دولت ہے۔ پھر یہ کہ طالبان جس طرح اسلامی نظریہ کی آبیاری کر رہے تھے اس سے امریکہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر یہ نظریہ آس پاس کے ممالک میں جڑ پکڑ گیا اور وسطی ایشیا کی ریاستیں اس سے متاثر ہو گئیں تو امریکہ کا اثر و رسوخ یہاں مکمل طور پر ختم ہو جائے گا جس سے وہ نہ صرف اس خطہ کی دولت سے محروم ہو جائے گا بلکہ مشرق وسطیٰ میں بھی اس کے مفادات کو زک پہنچے گی۔

امریکہ اس علاقے سے اپنے مفادات' دوستانہ تعلقات قائم کر کے اور ہمدردانہ رویہ اختیار کر کے بھی کسی قدر حاصل کر سکتا تھا۔ آج فرانس اسی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ وہ بھی اس علاقہ سے مفادات حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس کا انداز بالکل مختلف اور بانٹ کر کھانے کا ہے۔ امریکہ مسلم ممالک پر غالب آ کر بزور بازو سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس کے نزدیک منطقی اور عقلی بات یہ ہے کہ کوئی مسلمان ملک عسکری لحاظ سے مضبوط نہ ہو اور جدید ٹیکنالوجی کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ 56 یا 57 مسلم ممالک اور ایک ارب پینتیس کروڑ مسلم عوام سمندر کی جھاگ کی طرح بے وزن اور بے وقعت ہوں' وہ کولہو کے بیل کی طرح جتے رہیں' انہیں جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے جس قدر ضرورت ہو وہ ان کے لئے چھوڑ دیا جائے باقی تمام خون نچوڑ کر اپنی غالب قوت میں مزید اضافہ کیا جائے۔ عالم اسلام کے بارے میں امریکی عزائم حقیقتاً انتہائی خطرناک ہیں لیکن مسلمان خصوصاً حکمران اس کا ادراک نہیں کر رہے۔

مسلم ممالک میں پاکستان امریکہ کا قریبی اتحادی رہا' اس کے ساتھ گزشتہ نصف صدی میں امریکہ بہادر نے کیا سلوک کیا اور آنے والے وقت میں وہ اس ایٹمی ملک سے کیا سلوک کرنے والا ہے' ان شاء اللہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ (جاری ہے)

کہتی ہے تجھے خلق خدا.....

متحدہ مجلس عمل کے نام ایک قاری کا پیغام تبریک

محترم اراکین اسمبلی مجلس عمل پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

افغانستان و پاکستان میں شہید مجاہدین کے خون کا رنگ متحدہ مجلس عمل کی حیرت انگیز کامیابی کی صورت میں نمودار ہو چکا ہے۔ **فللہ الحمد و المنۃ** آپ کی کامیابی پر ہم آپ کو اور آپ کے ووٹر حضرات و خواتین کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے نیک مساعی کو آپ اور آپ کے ووٹر حضرات و خواتین کے لئے اور تمام دعا گو اور معاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنا دیں۔ **آمین ثم آمین و یرحم اللہ تعالیٰ عبدا قال آمینا**

آپ کی اس کامیابی سے آپ پر عظیم ذمہ داری بھی آ گئی ہے۔ آپ کو ووٹ اس لئے دیا گیا ہے کہ آپ قوم و ملک کو کفار بالخصوص امریکی تسلط سے نجات دلانے کی کوشش کریں گے۔ اور کشمیر و فلسطین و افغانستان و مسجد اقصیٰ اور دیگر مسلم مقبوضہ علاقوں کی آزادی کے لئے موثر آواز اٹھانے کے ساتھ ہر ممکن عملی اقدام بھی کرتے رہیں گے اور خود مجاہدین بن کر مجاہدین کی حفاظت و نصرت کے ساتھ تمام دنیا کے کفار کے آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکیں گے اور امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی کوشش کریں گے۔ نیز آپ کو کتاب کے نام پر اس لئے ووٹ دیا گیا ہے کہ آپ ملک میں اسلامی حکومت بنا کر مکمل کتاب اللہ (اسلامی نظام) کے نفاذ کے لئے بہتر طور سے جدوجہد کریں گے۔ عوام کے ساتھ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوں اور ان مقاصد کے حصول کے لئے رات دن ایک کر دیں تاکہ آپ کی قوم اور ووٹر یہ محسوس کریں کہ آپ ایک بہتر مستقبل کے لئے رواں دواں ہیں۔

آپ کے اساتذہ آپ کو مایۂ افتخار سمجھ رہے ہیں اور برملا آپ تلامذہ پر فخر کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ کالج و سکول کے تلامذہ نے اس ملک پر جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے' باون سال تک حکومت کی مگر اسلامی نظام کے نفاذ میں ناکام رہے۔ بلکہ نفاذ اسلام میں رکاوٹ بنے اور ملک کو قرضوں میں پھنسا دیا۔ مگر ہمارے اور دینی مدارس کے تلامذہ نے افغانستان پر اقتدار حاصل کرتے ہی اسلامی نظام کو نافذ کیا اور بدامنی کے گڑھ افغانستان میں وہ بے مثال امن قائم کیا جس نے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور کسی بھی کافر ملک سے ایک پائی تک قرض نہیں لیا۔ اس لئے ہم اساتذہ آپ جیسے شاگردان رشید سے یہ قوی امید کر رہے ہیں کہ افتخار کی یہ پگڑی ہمارے سروں پر قائم و ثابت رکھیں گے۔ آپ جدوجہد کریں' اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھیں۔ تمام دینی جماعتوں کو اپنے ساتھ چلاتے رہیں۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

فقط والسلام

مفتی سیف اللہ حقانی

رئیس دار الافتاء دار العلوم حقانیہ' اکوڑہ خٹک' ضلع نوشہرہ

دعائے مغفرت کی درخواست

جناب خادم محمد حسین ملتزم رفیق'
جناب عبد الرحمٰن رفیع ملتزم رفیق کی اہلیہ'
جناب روشن دین بیگ مبتدی رفیق کی اہلیہ'
اور جناب طاہر محمود مبتدی رفیق کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔ رفقاء سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

نامے مرے نام

بخدمت گرامی مدیر صاحب ''ندائے خلافت''!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج گرامی!

ادارۂ ندائے خلافت کی کوششوں سے نئے سال کا پہلا شمارہ ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' خوبصورت نئے رنگین ٹائٹل کے ساتھ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مضامین کے تنوع سے معیار بلند ہے۔ محترم سید قاسم محمود صاحب کے سلسلۂ مضامین سے تحقیقی اور علمی معیار بلند تر ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دن گنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے!

ادارہ کے تمام اراکین کو ایسا شاندار پرچہ بہت کم قیمت پر قارئین تک پہنچانے پر مبارک ہو! والسلام

سید محمد آزاد

امیر تنظیم اسلامی میرپور

مجدد الف ثانیؒ کا اصلاحی پروگرام

سید قاسم محمود

اُس وقت مذہبی نقطۂ نظر سے' نیز مسلم حکومت کے بقاء وتحفظ کے پیش نظر اصلاح و دعوۃ کے معنی صرف یہ تھے کہ عامۃ المسلمین' اراکینِ سلطنت اور خود سلاطین طے کر لیں کہ انفرادی طور پر اتباعِ سنت اور اجتماعی طور پر ترویجِ شریعت' اُن کی زندگی کا نصب العین اور ان کی تمام اجتماعی اور انفرادی جدوجہد کا محور ہے۔

حضرت مجدد نے جب اس عظیم الشان مقصد کے لئے جدوجہد شروع کی تو کامیابی ان کے ہم رکاب تھی۔ غیر سرکاری سنجیدہ طبقے کی اصلاح اور اراکینِ سلطنت کی اصلاح' اس عظیم الشان مقصد کی پہلی اور دوسری کڑی تھی۔

غیر سرکاری سنجیدہ طبقے کی ہم نوائی اور تنظیم میں کامیابی کا اندازہ حضرت مجدد کے ایک مکتوب سے ہوتا ہے جو جہانگیر کی تخت نشینی کے فوراً بعد شیخ فرید کے نام تحریر ہوا ہے۔ شیخ فرید ایک اہم اور ممتاز رکنِ سلطنت تھے۔ اکبر کے عہد میں میر بخشی تھے۔ جہانگیر نے ان کو خلعت' شمشیر مرصع' دوات وقلم مرصع مرحمت فرما کر اسی خدمت پر بحال رکھا۔ حضرت مجدد نے شیخ فرید کو لکھا: ''آج کہ دولتِ اسلام کے مانعِ زوال اور بادشاہِ اسلام کے جلوس کی بشارت خواص و عوام کے کانوں تک پہنچی' اہلِ اسلام نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ بادشاہ کے مدد ومعاون ہوں' اور ترویجِ اشاعت اور تقویتِ ملت کے لئے رہنمائی کریں۔ یہ امداد و تقویت خواہ زبان سے میسر ہو' خواہ ہاتھ سے...... معلوم ہوتا ہے کہ خواص وعوام کی بے شمار جماعت آپ کے ساتھ ہے جو انقلاب یا اصلاحِ حکومت کے لئے بے چین ہے۔ آپ جنگ وجدال کا فتنہ دبا کر چاہ رہے ہیں کہ ارکانِ دولت اور مشیرانِ خصوصی کے ذریعے سے یہ مرحلہ طے ہو جائے''۔

مکتوبات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دربار کے جتنے ممتاز رکن سنی تھے' حضرت مجدد نے سب کو اپنا حلقہ بگوش کر لیا تھا۔ چنانچہ خان خاناں' خان جہاں' خانِ اعظم' خواجہ جہاں' مرزا داراب' قلیج خان' نواب سید فرید صاحب وغیرہ کے نام مکتوبات میں موجود ہیں۔ یہ تمام حضرات دربارِ جہانگیر کے عمائدین ہیں۔

عبدالرحیم خان خاناں: یہ اکبر بادشاہ کے مشہور اتالیق بیرم خان کے خلف رشید تھے۔ 72 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ سندھ اور گجرات وغیرہ کو فتح کیا۔ بیرم خاں اگرچہ امامیہ تھے لیکن خان خاناں سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ وہ عہد اکبری سے اتنا اقتدار یافتہ تھا کہ گویا آدھی سلطنت کا مالک تھا۔ ایک مرتبہ جہانگیر ان سے سخت خفا ہو گیا اور خان خاناں کو بھی اپنے حالات سے مجبور ہو کر دربار میں حاضر ہونا پڑا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ جہانگیر فوراً خان خاناں کو قتل کرا دے گا۔ خان خاناں نے حضرت مجدد صاحب سے دعا کی درخواست کی۔ خدا کے فضل سے تمام خطرات رفع ہو گئے اور خان خاناں کو موت کی بجائے خلعت ملا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک فقیر بے نوا نے شوکت وحشمت کی اونچی چوٹیوں پر رہنے والوں کو کس طرح شکار کیا۔ جہانگیر اور خان خاناں دونوں حضرت کے زیر اثر تھے۔

میر بخشی شیخ فرید: ان کا تعارف پہلے ہو چکا ہے۔ حضرت مجدد شیخ فرید کو تحریر فرماتے ہیں: ''عالم کے اعتبار سے بادشاہ کی وہی نسبت ہے جو دل کو بدن سے۔ لہٰذا اصلاحِ بادشاہ اصلاحِ عالم ہے' اور فسادِ بادشاہ فسادِ عالم۔ آپ خود واقف ہیں کہ قرنِ ماضی (عہدِ اکبری) میں مسلمانوں پر کیا گزری۔ کفار کھلم کھلا دلیری اور جرأت کے ساتھ دارالاسلام (ہندوستان) میں احکام کفر جاری کرتے تھے اور مسلمان احکامِ اسلام پر عمل کرنے سے عاجز تھے۔ اگر عمل کرتے تھے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ محبوبؐ رب العالمین کے ماننے والے ذلیل ہوں' اور آپؐ کے منکرین کی عزت ہو۔ مسلمان زخمی دلوں سے اسلام کی تعزیت کر رہے ہوں' اور مخالفین ومعاندین مذاق اڑا کر جراحت ہائے مسلم پر نمک پاشی کرتے ہوں۔

''شرعی مسائل کی تفصیل وتوضیح اور کتاب وسنت و اجماع کے بموجب عقائد کلامیہ کا اظہار حکومت کی سب سے مقدم امداد ہے تاکہ کوئی بدعتی یا گمراہ بیچ میں کود کر بادشاہ کو راستے سے نہ بہکا دے اور معاملہ نہ بگڑ جائے۔ اس قسم کی امداد ان علمائے حق کا مخصوص حصہ ہے جن کا نصب العین آخرت ہو۔ وہ علمائے سُو' جن کا مطمعِ نظر دنیائے دَنی ہے' ان کی صحبت سم قاتل ہے اور ان کا فساد متعدی۔

''قرن ماضی (عہد اکبری) میں جو بلا آئی' وہ علما کی اسی جماعت کی نحوست کے سبب سے آئی۔ یہی لوگ بادشاہوں کو راستے سے بھٹکاتے ہیں۔ انہی کی بدولت اسلام میں بہتر فرقے ہوئے۔ غیر عالم اگر گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی دوسروں کو تباہ نہیں کرتی' البتہ اس زمانے کے اکثر صوفی نما جاہل بھی یہی شان رکھتے ہیں کہ ان کی خرابی دوسروں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

''اگر کوئی شخص ہر قسم کی امداد کی طاقت رکھنے کے باوجود کوتاہی کرتا ہے' وہ کارخانۂ اسلام میں رخنہ ڈالتا ہے۔ لامحالہ اللہ کی طرف سے معتوب ہو گا۔ اسی بنا پر یہ بے بضاعت بھی چاہتا ہے کہ دولتِ اسلام کے معاونین کے جرگے میں اپنے آپ کو ڈال دے' اور جہاں تک ممکن ہو' ہاتھ پاؤں مارے۔ **من کثر سواد قوم فھو منھم** (جو کسی جماعت کے حلقے میں اضافہ کرے' وہ اسی میں شمار ہوتا ہے)۔ جب حضرت یوسفؑ کی فروخت کا اعلان ہوا تھا تو ایک بڑھیا بھی تھوڑا سا سوت لے کر پہنچ گئی تھی' تاکہ خریداران یوسفؑ کے زمرے میں داخل ہو جائے۔ اس کا کُل سرمایہ یہی تھا۔ میں بھی اپنی مثال ایسی ہی سمجھتا ہوں۔

''جناب والا جبکہ پورے طور پر بادشاہ سے تقرب رکھتے ہیں' اور بادشاہ کی ہر قسم کی امداد کر سکتے ہیں تو توقع ہے کہ خلوت وجلوت میں ہر طرح سے ترویجِ شریعت کی پوری کوشش کرتے رہیں گے اور مسلمانوں کو بے بسی سے نجات دلائیں گے۔'' (مکتوب 47: جلد اول)

اس مکتوب سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مجدد کے نزدیک اراکینِ سلطنت کی اصلاح بادشاہ کی اصلاح سے مقدم تھی' کیونکہ فساد کی اصل جڑ یہی لوگ تھے۔ ایک اور مکتوب نمبر 193 میں شیخ فرید کو تحریر فرماتے ہیں: ''یوں تو جس زمانے اور جس شخص سے بھی ترویجِ شریعت اور تقویتِ ملت کی خدمت انجام پائے' بہتر ہے۔ لیکن اسلام کی بے بسی کے موجودہ دور میں آپ جیسے جوان مردانِ اہل بیت (نواب صاحب سید ہیں) کے لئے ترویجِ دین اور تائیدِ ملت زیب دیتا ہے اور آپ جیسوں ہی کا مخصوص کام ہے' کیونکہ یہ دولت آپ ہی کے خاندانِ مقدس کی خانہ زاد ہے۔ آپ ہی کے طفیل سے دوسروں نے یہ دولت حاصل کی ہے۔ اسی جلیل الشان خدمت کی انجام دہی رسول کریم ﷺ کی حقیقی اور سچی وراثت ہے۔ یہ وہی زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: ''آج وہ زمانہ ہے کہ اگر امر ونہی کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دو گے تو تباہ ہو جاؤ گے' لیکن اس کے بعد وہ زمانہ آئے گا کہ دس میں سے ایک کو بھی انجام دے لیں گے تو نجات پا جائیں گے''۔

اسی مکتوب کے آخر میں فرماتے ہیں: ''اب اہلِ

اسلام کے بادشاہ کی توجہ اہلِ کفر کی جانب نہیں رہی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسوماتِ کفر کی قباحت پوری طرح بادشاہ کے ذہن نشین کرا دیں' اور اگر ضرورت سمجھیں تو کسی عالم کو بلالیں۔ شرعی احکام کی تبلیغ ودعوت کے لئے کرامات کا اظہار ضروری نہیں۔ اگر افہام وتفہیم اور ارشاد وتبلیغ کے سلسلے میں کوئی جماعت تکلیف بھی برداشت کرلے تو اس کی عین سعادت ہے۔ کیا انبیاءؑ نے تکالیف برداشت نہیں کیں۔ آنحضور ﷺ کا ارشاد تو یہ ہے کہ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت (جس قدر تکلیف مجھ کو دی گئی' کسی نبی کو نہیں دی گئی۔)" (مکتوب 192'193: جلد اول)

مفتی صدر جہاں: یہ وہی بزرگ ہیں جن کو اکبر نے وفات کے وقت خاص طور پر کلمۂ شہادت پڑھوانے کے لئے بلوایا تھا' اور پھر اس بنا پر کہ یہ سید تھے اور اکبر کے عہد میں مدتوں منصبِ صدارت افتاءٗ پر فائز رہے تھے' جہانگیر نے بدستور اس منصب پر فائز رکھا اور ان کے اختیارات میں مزید توسیع کردی اور پھر مذہبی احترام کی بناء پر ان کو سجدۂ شاہی بجا لانے سے بھی مستثنٰی کر دیا تھا۔ حضرت مجدد صاحب ان کو تحریر فرماتے ہیں: "مشہور ہے الناس علی دین ملوکھم (لوگ اپنے بادشاہوں کے ڈھنگ پر ہوا کرتے ہیں) لہٰذا عوام کی اصلاح کے لئے سلاطین کی اصلاح ضروری ہے۔ موجودہ حکومت میں اسلام سے پہلے جیسی ضد اور نفرت نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا ائمۂ اسلام' صدورِ عظام اور علماء کرام پر لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت شریعت محمدی کو رائج کرنے میں صرف کر کے شروع ہی میں اسلام کے منہدم ارکان کو دوبارہ قائم کر دیں اور اس میں ہرگز ہرگز تاخیر نہ کریں۔ غریبوں کے دل اس تاخیر کے باعث مضطرب ہیں۔ قرنِ سابق (عہدِ اکبری) کا تصور دلوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ مبادا' اس کی تلافی نہ ہو سکے تو دین سے یہ اجنبیت اور طویل ہو جائے گی۔ اگر بادشاہانِ گرامی ترویجِ شریعت پر متوجہ نہ ہوں اور ان کے مقربین بھی خود کو معاف اور ذمہ داری سے سبکدوش سمجھیں اور حیاتِ چندروزہ کو عزیز جانیں' تو لامحالہ فقراء اہلِ اسلام کے لئے بہت دشواری ہو جائے گی۔" (مکتوب 194: جلد اول)

خانِ اعظم: اکبر کا دودھ شریک بھائی تھا۔ امرائے اکبری میں سے تھا۔ عہدِ جہانگیری میں بھی حکومت کا عظیم الشان رکن ہے۔ ان کو حضرت مجدد فرماتے ہیں: "حدیث نبویؐ ہے کہ 'اسلام اجنبی تھا جب اس کا آغاز ہوا' عنقریب پھر اجنبی ہو جائے گا۔' لہٰذا ان کو مبارک باد جو اسلام کو سنبھالنے کی وجہ سے سب کی نگاہوں میں غیر مانوس اور اجنبی ہو جاتے ہیں۔ اسلام کی غربت اور بے بسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ بے تحاشا احکام کفر جاری کرتے ہیں اور کوچہ وبازار میں اہل کفر کی تعریف وتوصیف کرتے پھرتے ہیں۔ مسلمانوں کو احکام اسلام کے اجراء کی ممانعت ہے اور شرعی احکام کی بجا آوری میں مطعون اور مذموم ہیں۔

"آج کل آپ کا وجود شریف غنیمت ہے۔ ہم لوگ جو اس معرکے میں ضعیف وشکست خوردہ ہیں' ہم صرف آپ ہی کو جانتے ہیں۔ خداوندِ عالم آپ کی مدد فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: "ایمانِ کامل اسی وقت ہو گا کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔" وہ مبارک جنون آپ کے وجود باجود میں نظر آتا ہے۔ ملتمس یہ ہے کہ جبکہ اس خاندان بزرگ (نقشبندیہ) کے اکابر اور بزرگوں کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے خداوندِ عالم نے آپ کو اثر ورسوخ عطا فرمایا ہے اور ہم عصروں اور دوستوں کی نظر میں مذہب کی تعظیم وتکریم آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہے' تو کوشش کیجئے کہ اہلِ کفر کے وہ احکام' جنہوں نے اہلِ اسلام میں بدشوقی اور مذہب سے بے التفاتی پیدا کر دی ہے' وہ اگر سب منسوخ نہ ہوں تو کم از کم اکثر تو منسوخ ہو جائیں اور ان منکرات اور قباحتوں سے اہلِ اسلام محفوظ رہ جائیں۔ سابق سلطنت میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دینِ مصطفوی کے ساتھ ضد اور عناد ہے۔ اس سلطنت میں بظاہر وہ ضد اور عناد نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ مسئلے سے ناواقف ہونے کے سبب سے ہے۔ بہر حال یہ خطرہ ضرور ہے کہ رفتہ رفتہ عناد اور ضد پیدا ہو جائے اور مسلمانوں کے لئے وہی دشواری پھر پیدا ہو جائے۔ (مکتوب 65: جلد اوّل)

خان جہاں حسین قلی خان: بیرم خان کے بھانجے ہیں۔ اکبری عہد میں پنج ہزاری منصب رکھتے تھے۔ عہدِ جہانگیری میں سلطنت کے مقتدر رُکن ہیں۔ حضرت مجدد نے ان کو بھی اپنی دعوت وتبلیغ کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ حضرت مجدد ان کو تحریر فرماتے ہیں: "دنیائے فانی کی لذتیں اور نعمتیں خوشگوار ہوتی ہیں' اگر اُن کے ضمن میں تقاضائے شریعت پر عمل بھی ہو۔ ورنہ یہ لذتیں اور نعمتیں شکر میں ملے ہوئے زہر کی طرح ہیں' جس سے نادان کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ دنیاوی لذتوں کے سم قاتل کی اصلاح اگر حکیم مطلق جل شانہٗ کے تریاق سے کرلی جائے یعنی شرعی احکام کی تلخی اور شیرینی سے ان کی تلافی کی جائے تو اس تھوڑی سی ترمیم سے جو سراسر آسان ہے اور آسانی ہی پر مبنی ملک ابدی حاصل ہو جاتا ہے۔ بہر حال عقل دُور اندیش سے کام لینا چاہئے۔ بچوں کی طرح بادام اور اخروٹ کے لالچ میں شکار نہ ہونا چاہئے۔ (مکتوب 54: جلد سوم)

مکتوب 133' جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں: "اس زمانے میں جو قیامت سے قُرب اور نبوت سے بُعد کا زمانہ ہے۔ کچھ طالب علموں نے حرص وطمع کی نحوست سے' جس کا اصل منشا خبث باطن ہے' بادشاہوں اور تقرب حاصل کرلیا ہے۔ ان کی خوشامد میں لگے رہتے ہیں۔ دینِ متین میں شکوک وشبہات پیدا کر دیئے ہیں اور سادہ لوحوں کو راہ سے ہٹا دیا ہے۔ ایسا عظیم الشان بادشاہ جبکہ تمہاری باتوں کو دل سے سنتا ہے اور ان کو قبول کرتا ہے تو کتنی بڑی دولت ہے کہ صریحاً یا اشارتاً حسب موقع کلمۂ حق جو اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق ہو' گوش گزار کرتے رہو' بلکہ ہمیشہ منتظر رہو اور جب بھی موقع ملے' اسلام کی کوئی خوبی اور کفر و کافری کی خرابی ذہن نشین کردو۔"

لالہ بیگ: دربارِ جہانگیری کے امیر ہیں۔ ان کو تحریر ہے: "تقریباً ایک قرن گزر گیا۔ اسلام کی غربت وبے بسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار اب اس پر بھی قناعت نہیں کرتے کہ بلادِ اسلام میں کھلم کھلا احکام کفر جاری کریں' بلکہ خواہش یہ ہے کہ احکام اسلام مکمل طور پر زائل ہو جائیں اور اسلام و اسلامیت کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے۔ ابتدا ہی میں بادشاہت میں اگر اسلامیت نے رواج پالیا اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کر لیا تو فبہا' ورنہ اگر کچھ توقف ہوا تو مسلمانوں کے لئے کام بہت دشوار ہو جائے گا۔ الغیاث' الغیاث' ثم الغیاث' الغیاث۔ دیکھنا ہے کہ کون سا صاحب نصیب اس سعادت کے لئے مستعد ہوتا ہے اور کون سا شاہباز اس دولت کو حاصل کرتا ہے"۔
(مکتوب 81: جلد اول)

یہ اور دوسرے امراء ہفت ہزاری' تیس ہزاری اور پنج ہزاری ہیں' وزراء' گورنر اور بڑے بڑے جرنیل ہیں۔ حکومتِ اکبری وجہانگیری کے تمام سنی ارکان حضرت مجدد کی تبلیغی واصلاحی تحریک کے اراکین ہیں۔ گویا ایک مستحکم و مضبوط نظام ہے جس میں اہل سنت والجماعت تعلقہ دار اور حکومت کے اکثر وبیشتر منصب دار منسلک ہیں' اور اس نظام کا سررشتہ حضرت مجدد صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ آپ موقع بہ موقع اس نظام کو حرکت دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں کم وبیش پانچ سو حضرات کے نام 651 مکاتیب ہیں جو تین جلدوں کے تقریباً ایک ہزار صفحات میں درج ہیں۔ "مکتوبات" کے طرزِ خطاب سے معلوم ہوتا ہے' یہ پانچ سو حضرات ہندوستان کے مختلف گوشوں کے سنجیدہ اہل علم و دانش اور ذی اثر حضرات ہیں جو اپنی اور نوع انسان کی اصلاح میں مشغول ومنہمک ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ مجدد صاحب نے جہانگیر پر اپنی دعوت وتبلیغ کا اثر کیونکر ڈالا؟ کیا انہوں نے اُسے بھی اپنے اصلاحی پروگرام کے تحت زیر اثر لیا یا اس کے خلاف بغاوت کی؟ (ان سوالوں کا جواب آئندہ شمارے میں تلاش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔)

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات!

مذہبی سیاسی جماعتوں کو ''دروں بینی'' کی دعوت

خالد محمود عباسی

اکتوبر 2002ء کے الیکشن نے پاکستان کے اسلام پسند اور مذہبی حلقوں میں امید کی جس کرن کو وا کیا تھا ضمنی الیکشن اس میں مزید اضافے کا موجب ہوا ہے۔ ''بلی کے بھاگوں چھیکا ٹوٹا'' کے مصداق افغانستان پر امریکی یلغار نے اسلام آباد کے پیاسوں کی مایوسیوں کو یکدم امید کے روشن چراغوں سے روشن کر دیا ہے اور اب پاکستان سے محبت کا دم بھرنے اور ''نیل کے ساحل سے تابخاک کاشغر'' پھیلی امت کا درد رکھنے والے اس قافلہ سخت جان کے سامنے بی جے پی کی مثال ہے جو رفتہ رفتہ ہندوستان کے سیاسی افق پر چھاتی چلی گئی۔ دین پسند طبقے کی حالیہ کامرانیوں اور مستقبل کے امکانات کو دیکھتے ہوئے اسلام آباد سے واشنگٹن تک پھیلے اباحیت پسند طبقات کی پریشانی دن بدن بڑھتی جارہی اور ان کے اضطراب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مستقبل کے انہی حسین امکانات کے پیشِ نظر متحدہ مجلس عمل میں شامل ایک بڑی جماعت کمال برداشت وصبر کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

روشن مستقبل کی یقینی امید نے مذہبی اور دین پسند طبقے کو جس بے خودی اور سرشاری سے ہمکنار کیا ہے اس نے انہیں ماضی اور حال سے بڑی حد تک لاپرواہ کر دیا ہے۔ وہ بھول چکے کہ جس امت کا وہ حصہ ہیں اس پر خلافت راشدہ کے بعد چودہ ایسی صدیاں بیت چکی ہیں جن میں اس امت نے اپنی اجتماعی ذمہ داری ''شہادت علی الناس'' کو ادا نہیں کیا۔ یہ اسی تقصیر ہی کی سزا ہے کہ وہ آج عذاب الٰہی کی گرفت میں آ چکی ہے۔ ایسے میں وقتی کامیابی اور روشن مستقبل کی یقینی امید اللہ تعالیٰ کی ''سنت استدراج'' کا مظہر بھی ہوسکتا ہے۔ جس کے تحت جب کسی فرد یا گروہ پر اللہ کے عذاب کی دفعہ لاگو ہو چکی ہو تو وقتی طور پر اسے کامیابی اور کامرانی کے نشے میں مست کر دیا جاتا ہے۔ جس کے زیر اثر وہ اللہ کی طرف صحیح معنوں میں رجوع کرنے کے قابل نہیں رہتی۔ (استدراج دینی اور ایمانی جذبات کی ترقی اور بڑھوتری کی صورت میں بھی ہوسکتا ہے) وہ اپنی اسی مستی میں سرشار رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ کی سخت ترین پکڑ (عذابِ اکبر) کی گرفت میں آ جاتی ہے۔ اس وقت موجزن جذبات پر استدراج کا گمان اس وقت قوی تر ہو جاتا ہے جب ان جذبات کے حقیقی محرکات کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ان جذبات کی تہہ میں ایمانی غیرت کے مقابلے میں قومی غیرت کا جوش نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طالبان سے محبت کے تمام تر دعوؤں کے باوجود ایم ایم اے ان کے تصور اسلام سے لاتعلقی کا اعلان کرنا ضروری خیال کرتا ہے۔ ایم ایم اے کی اعلیٰ قیادت کے بعض بیانات سے واضح طور پر یہ عندیہ ملتا ہے کہ اسلام کا وہ حصہ جو مغرب کے تصورات سے متصادم ہے اس میں مداہنت کا رویہ اختیار کیا جائے گا (جو اللہ کے غضب کو بھڑکانے والی بات ہے) جبکہ دوسری جانب قومی غیرت وحمیت کے معاملے میں ہرگز کسی سودے بازی کا امکان پیش نظر نہیں۔ یہ رویہ عکاسی کرتا ہے کہ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کے ذریعے مظلوم مسلمانوں اور روایتی اسلام کے لئے تو جدوجہد ہوگی لیکن قرآن اور حقیقی اسلام کی غربت میں کمی کا کوئی امکان نہیں ہوگا۔ اپنی اصل کے اعتبار سے اس کی گہری مماثلت قیام پاکستان سے قبل کے حالات سے ہے۔ بالفاظ دیگر ایک نئی تحریک پاکستان انگڑائی لیتی نظر آ رہی ہے جس میں اصل زور مسلمانوں کے حقوق پر ہوگا نہ کہ اسلام پر۔ اس تحریک کی قوت تسخیر کا اندازہ اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ ماضی میں ایسی قومی جدوجہد میں شامل نہ ہو کر مخالف پاکستان کا الزام سہنے والے موجودہ تحریک کا ہراول دستہ ہیں۔ دوسری طرف معتدبہ تعداد میں آزاد خیال کہلانے والے اور اسلام پسند سیکولر عناصر کی ہمدردیاں بھی اسی پلڑے میں پڑ رہی ہیں۔ ایسے میں اگر مستقبل سہانا نظر آنے لگے تو آنکھوں کو دوش نہیں دیا جاسکتا۔ تاہم اتنا ہوش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ''امر حال کیا ہے؟''

ضمنی الیکشن میں مجلس عمل کی رفتار کو محسوس کرتے ہوئے شیخ رشید نے کہا: ''ہمیں سوچنا چاہئے کہ کہیں اگلا نمبر ہمارا تو نہیں۔'' کچھ دن بعد پرویز مشرف یوں گویا ہوئے: ''پوری کوشش کروں گا کہ اگلی باری ہماری نہ ہو۔'' دونوں نے عوامی رو کو دیکھتے ہوئے قوم کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اگر اسی رخ پر بڑھتے رہے تو اس کا نتیجہ افغانستان اور عراق کی صورت میں نکلے گا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ایسا نہیں ہوگا؟ اگر ایم ایم اے کی پیش قدمی کا نتیجہ لازماً نمبر لگنے ہی کی صورت میں نکلنا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے وہ اسباب مہیا کر لئے ہیں جو فرعون وقت سے ٹکرانے کے لئے اہل حق کا اصل ہتھیار ہوتے ہیں۔ یقیناً اسباب سے مراد وہ اسباب ہرگز نہیں ہیں جو شیخ رشید، پرویز مشرف اور ان جیسے دیگر محروم یقین لوگوں کے ذہنوں میں ہیں بلکہ مراد وہ اسباب ہیں جو کسی گروہ کو نصرت خداوندی کا مستحق بنانے کے لئے ضروری ہیں۔ ایک سوال اپنے آپ سے ضرور کیجئے گا: ''آپ کتنے دن بجلی کے بغیر رہ سکتے ہیں؟'' لیکن اگر عشق کے امتحان نے شہروں کی بربادی، کاروباروں کی تباہی، گھروں کی مسماری اور جانوں کی قربانی کا تقاضا بھی پیش کر دیا تو کیا آپ اور آپ کی قوم اس کے لئے تیار ہے؟ یادش بخیر جب جنرل صاحب کو کشمیر ایشو پر اپنا تھوکا چاٹنا پڑا تو انہوں نے اخبارات کے ایڈیٹرز کی ایک کانفرنس بلائی۔ جب ایک قومی اخبار کے قومی درد رکھنے والے ایڈیٹرز اس یوٹرن پر جزبز ہوئے تو جنرل صاحب نے کہا: ''تو کیا آپ انڈیا سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں؟'' یہ سوال سنتے ہی قومی درد میں ڈوبی یہ شخصیت جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ مذکورہ ایڈیٹر ہی کیا مجاہد اول سے مجاہد آخر تک ایک ہی راگ الاپتے نظر آتے ہیں کہ جنگ مسئلے کا حل نہیں اور ہم کسی قیمت پر جنگ نہیں چاہتے۔ اگر قوم کا مسئلہ یہ ہے تو اس کا حل کیا ہے؟ یہ حل کون سوچے گا؟ شیخ رشید اور پرویز مشرف تو نہیں سوچیں گے۔ جنہیں سوچنا چاہئے وہ مستقبل کے خوابوں میں مست ہیں اور حال کے اس اہم مسئلے سے کلیتاً غافل ہیں۔ یہ غفلت کیا سین دکھانے والی ہے؟ کسی کو خبر نہیں۔

ماضی میں ایسا ہی درد جیسا آج ہمارے سینوں میں اٹھ رہا ہے کبھی بنی اسرائیل کے سینوں سے بھی اٹھا تھا۔ جب اپنی بے راہ روی کے سبب 598 ق م میں ان پر اللہ تعالیٰ نے بابل کے بادشاہ بخت نصر کو مسلط کر دیا تو اس نے ان کے بادشاہ کو قید کر لیا اور انہیں باج گزار بنالیا۔ سات آٹھ سال بعد انہوں نے ایک قومی تحریک اٹھائی۔ قومی جذبے سے سرشار ہو کر انہوں نے وقت کے نبی حضرت یرمیاہ کی پکار پر بھی کان نہ دھرے۔ اپنے اعمال درست کرنے کی بجائے بابل کے خلاف بغاوت کر کے اپنی قسمت بدلنے کی کوشش کرنے لگے۔ آخر 587 ق م میں بخت نصر نے ایک سخت حملہ کر کے یہودیہ کے تمام بڑے چھوٹے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یروشلم اور ہیکل سلیمانی کو اس طرح پیوند خاک کیا کہ اس کی ایک دیوار بھی اپنی جگہ کھڑی نہ رہی۔ بارہ لاکھ آبادی کے اس شہر میں ایک متنفس بھی باقی نہ چھوڑا۔ چھ لاکھ ''شہید'' ہوئے اور چند لاکھ قیدی بنالئے گئے۔ دین سے بے وفائی کر کے قومی حمیت وغیرت کا یہی انجام ہونا تھا۔

حضرت یرمیاہ کی تمام کوششیں بے نتیجہ رہیں۔ ان کی پکار کے چند نمونے بطور عبرت نقل کئے جاتے ہیں۔

"یروشلم کے کوچوں میں گشت کرو اور دیکھو اور دریافت کرو اور اس کے چوکوں میں ڈھونڈو اگر کوئی آدمی وہاں ملے جو انصاف کرنے والا اور سچائی کا طالب ہو تو میں اسے معاف کروں گا...... میں تجھے کیسے معاف کروں؟ تیرے فرزندوں نے مجھ کو چھوڑا اور ان کی قسم کھائی جو خدا نہیں ہیں۔ جب میں نے ان کو سیر کیا تو انہوں نے بدکاری کی اور پرے باندھ کر قحبہ خانوں میں اکٹھے ہوئے۔ وہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہوئے، ہر ایک صبح کے وقت اپنے پڑوسی کی بیوی پر ہنہنانے لگا۔ خدا فرماتا ہے کیا میں ان باتوں کے لئے سزا نہ دوں گا اور کیا میری روح ایسی قوم سے انتقام نہ لے گی۔"

(باب 5: آیت 1-9)

"اے اسرائیل کے گھرانے! دیکھ میں ایک قوم کو دور سے تجھ پر چڑھا لاؤں گا۔ خداوند فرماتا ہے وہ زبردست قوم ہے۔ وہ قدیم قوم ہے۔ وہ ایسی قوم ہے جس کی زبان تو نہیں جانتا اور ان کی بات کو تو نہیں سمجھتا۔ ان کے ترکش کھلی قبریں ہیں۔ وہ سب بہادر مرد ہیں۔ وہ تیری فصل کا اناج (اور تیری جو) جو تیرے بیٹوں بیٹیوں کے کھانے کی تھی کھا جائیں گے۔ تیرے گائے بیل اور تیری بکریوں کو چٹ کر جائیں گے۔ تیرے انگور اور انجیل نگل جائیں گے۔ تیرے مضبوط شہروں کو جن پر تیرا بھروسا ہے تلوار سے ویران کر دیں گے۔"

(باب 5: آیت 15..17)

"اس قوم کی لاشیں ہوائی پرندوں اور زمین کے درندوں کی خوراک ہوں گی اور ان کو کوئی نہ ہنکائے گا۔ میں یہوداہ کے شہروں میں اور یروشلم کے بازاروں میں خوشی اور شادمانی کی آواز دولہا اور دلہن کی آواز موقوف کروں گا کیونکہ یہ ملک ویران ہو جائے گا۔" (باب 7: آیت 33-34)

"ان کو میرے سامنے نکال دے کہ چلے جائیں اور جب وہ پوچھیں کہ ہم کدھر جائیں تو ان سے کہنا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ جو موت کے لئے ہیں وہ موت کی طرف، اور جو تلوار کے لئے ہیں وہ تلوار کی طرف اور جو کال کے لئے ہیں وہ کال کو اور جو اسیری کے لئے ہیں وہ اسیری میں"۔

(باب 15: آیت 2-3)

پھر عین وقت پر حزقی ایل نبی اٹھے اور انہوں نے یروشلم کو خطاب کرکے کہا:

"اے شہر تو اپنے اندر خونریزی کرتا ہے تاکہ تیرا وقت آجائے اور تو اپنے لئے بت بناتا ہے تاکہ تجھے ناپاک کریں...... دیکھ اسرائیل کے امراء سب کے سب جو تجھ میں مقدور بھر خونریزی پر مستعد تھے۔ تیرے اندر انہوں نے ماں باپ کو حقیر جانا، تیرے اندر انہوں نے پردیسیوں پر ظلم کیا۔ تیرے اندر انہوں نے یتیموں اور بیواؤں پر ستم کیا۔ تو نے میری پاک چیزوں کو ناپاک جانا اور میرے سبتوں کو ناپاک کیا۔ تیرے اندر وہ ہیں جو چغلخوری کر کے خون کرواتے ہیں۔ تیرے اندر وہ ہیں جو بتوں کی قربانی سے کھاتے ہیں۔ تیرے اندر وہ ہیں جو فسق و فجور کرتے ہیں۔ تیرے اندر وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے باپ کی حرم شکنی کی۔ تجھ میں انہوں نے اس عورت سے جو ناپاکی کی حالت میں تھی مباشرت کی۔ کسی نے دوسرے کی بیوی سے بدکاری کی، کسی نے اپنی بہو سے بدذاتی کی، اور کسی نے اپنی بہن، اپنے باپ کی بیٹی کو تیرے اندر رسوا کیا۔ تیرے اندر انہوں نے خونریزی کے لئے رشوت خواری کی۔ تو نے بیاج اور سود لیا اور ظلم کر کے اپنے پڑوسی کو لوٹا اور مجھے فراموش کیا..... کیا تیرے ہاتھوں میں زور ہو گا جب میں تیرا معاملہ فیصل کروں گا؟...... ہاں میں تجھ کو قوموں میں تتر بتر کروں گا اور تیری گندگی تجھ میں سے نابود کر دوں گا اور تو قوموں کے سامنے اپنے آپ میں ناپاک ٹھہرے گا اور معلوم کرے گا کہ میں خداوند ہوں۔" (باب 22: آیت 3-16)

کیا ماضی کے ان احوال میں مستقبل کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے والوں کے لئے کوئی نمونہ ہے؟ اپنے اعمال کو درست کئے بغیر، ایمان حقیقی کی تخم ریزی کئے بغیر اور قرآن کا حق ادا کئے بغیر امریکہ سے ٹکرانے کا کچھ اندازہ ہے؟ اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل اور ان کے علماء پر تنقید کرنے میں کتنے شدید تھے۔ ان کی بعثت کے وقت یروشلم کا گورنر رومی تھا اور یروشلم باج گزار۔ حضرت عیسیٰؑ کی سخت تنقیدوں سے گھبرا کر یہودی علماء کی طرف سے ایک سازش تیار کی گئی، جس کے تحت انہوں نے اپنے شاگردوں کو خفیہ پولیس کے اہلکاروں کے ہمراہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے کہا:

"اے استاد! ہم جانتے ہیں کہ تو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ ہمیں بتا کہ کیا قیصر روم کو جزیہ دینا جائز ہے؟ حضرت عیسیٰؑ ان کی شرارت فوراً سمجھ گئے۔ انہوں نے فرمایا: مکارو! مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیہ کا سکہ مجھے دکھاؤ۔ وہ دینار کا سکہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس لے آئے۔ آپ نے ان سے کہا: اس پر یہ صورت اور نام کس کا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ قیصر کا۔ اس پر آپ نے کہا: جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو ادا کرو۔" (متی 15:22)

ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ اس وقت ہم اللہ کے چہیتے نہیں بلکہ اس کی گرفت میں آئے لوگ ہیں۔ بچنے کی صورت مقابلہ نہیں اللہ کی پناہ ہے۔ جس کے لئے انفرادی اور اجتماعی توبہ، ایمان حقیقی کی بازیافت اور اس کی غیرت و حمیت میں فریضہ "نہی عن المنکر" کو ادا کرنا اہم ہے۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ہمارے حالات سنوارے گا۔ وگرنہ ہمارا اٹھنے والا ہر قدم، جذبہ قومی کے لئے اٹھایا گیا ہر اقدام اور روایتی اسلام کے لئے کی گئی ہر کوشش اللہ کی طرف سے مسلط کردہ اس عذاب کی شدت میں اضافہ ہی کرتی چلی جائے گی۔

نامے مرے نام

قصوروار کون؟

مولانا زاہد الراشدی کے مضمون "قصوروار کون" (شائع شدہ ندائے خلافت 8 جنوری 2003ء) کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالخالق ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی کا ایک خط 23 تا 29 جنوری کے ندائے خلافت میں نقطہ نظر کے عنوان سے شائع ہوا تھا، جو قبل ازیں مولانا کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں مولانا موصوف کی جانب سے موصول ہونے والا جواب حسب ذیل ہے۔

محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ موصول ہوا، آپ کے بہت سے ارشادات سے متفق ہوں اور ان پر مختلف مضامین میں تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کر چکا ہوں، اس سلسلہ میں میرے چند مضامین کا مجموعہ مکتبہ کتاب گھر الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ میں نے ایک دوست کے ذمہ لگایا ہے کہ وہ اس کی ایک کاپی آپ کو پہنچا دیں امید ہے مل چکی ہوگی، اس کو دیکھ کر ان مسائل پر آپ بھی اظہار خیال فرمائیں، ہم انہیں شائع کریں گے۔ ویسے آپ کا یہ مکتوب بھی "الشریعۃ" کے فروری کے شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب، محترم عاکف صاحب اور دیگر حضرات واحباب سے سلام مسنون عرض ہے۔ شکریہ

والسلام

ابو عمار زاہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

''نقشِ حیات''

(برطانوی سامراج نے ہمیں کیسے لوٹا؟)

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی خودنوشت (دوسرا حصہ)

مولانا سید حسین احمد مدنی ہمارے گئے وقتوں کے بزرگ ہیں۔ آپ خانوادۂ ولی اللہی کے جانشین حضرات کی جماعت کے ایک فرد اور رکن رکین ہیں۔ اور سلسلہ در سلسلہ اس جماعت کے قلوب و ذہن اور فکر و عمل میں اسلام کا جو واضح تصور رہا ہے' اور اس کے جو مذہبی' سیاسی اور معاشی تقاضے رہے ہیں' اُن پر مولانا مدنی کو بھی پورا عبور حاصل تھا۔ انہوں نے اپنے اُستاد محترم اور مربی حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی صحبت' تربیت اور رہنمائی میں انسانی سماج کا بلند تر سیاسی اور قومی شعور حاصل کیا۔

مولانا مدنی مرحوم و مغفور نے حصولِ آزادی سے چند سال قبل اپنی خودنوشت ''نقشِ حیات'' کے عنوان سے شائع کرائی تھی جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں مولانا صاحب کے خاندانی اور ذاتی حالات ہیں۔ دوسرے حصے میں ہندوستان میں برطانوی سامراج کی لوٹ کھسوٹ اور اُن کے سیاسی جبر کی کارستانیاں ہیں۔ تیسرے حصے میں برعظیم پاک و ہند میں برطانوی سامراج کے خلاف علمائے حق کی جدوجہد آزادی کی تاریخ اور اُن کے مجاہدانہ کردار کی تفصیلات ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''نقشِ حیات'' کا دوسرا حصہ ہے۔ اس کا بہترین تعارف اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اس کے مضامین کی فہرست محترم قارئین کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔ جس سے وہ اس کتاب کی افادیت و اہمیت کا خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ 344 صفحات پر مشتمل یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے ابواب کا عنوان ہے ''انگریزوں کی آمد سے پہلے کا خوشحال ہندوستان''۔ اس کے ذیلی ابواب یہ ہیں: ہندوستان کی خوشحالی کا پس منظر' انگریزوں کی آمد سے پہلے کا خوشحال ہندوستان' انگریزوں کی آمد سے پہلے ہندوستان کی زرعی حالت' انگریزوں کی آمد سے پہلے ہندوستان کی صنعتی و تجارتی حالت' انگریزوں کی آمد سے پہلے ہندوستان کی اخلاقی حالت' انگریزوں کی آمد سے پہلے ہندوستان کی تعلیمی حالت' انگریزوں کی آمد سے پہلے ہندوستان میں مذہبی رواداری۔

دوسرے باب میں ''انگریزوں کی آمد کے بعد کے تباہ حال ہندوستان'' پر حقائق و اعداد و شمار جمع کئے گئے ہیں۔ ذیلی ابواب کے عنوانات اپنا مطلب خود واضح کر رہے ہیں: انگریزوں کی آمد کا پس منظر۔ انگریزوں کے ہاتھوں ہندوستان کی مالی بربادی۔ انگریزوں کے ہاتھوں ہندوستان کی زرعی بربادی۔ انگریزوں کے ہاتھوں ہندوستان کی صنعت و تجارت کی بربادی' انگریزوں کے ہاتھوں ہندوستان کی تعلیمی بربادی' انگریزوں کے ہاتھوں ہندوستان میں فرقہ واریت کا فروغ۔

تیسرے باب میں ''ہندوستان میں انگریزوں کے ہاتھوں اسلام اور مسلمانوں کی بربادی'' کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اس کے چار ذیلی ابواب کے عنوان یہ ہیں: مسلمانوں کو برباد کرنے کے طریقے۔ مسلمانوں اور مسلمان بادشاہوں سے غداری۔ مسلمانوں کا قانونی اداروں سے اخراج۔ انگریزی اقتدار سے مسلمانوں کو شکایات۔

چوتھے باب میں ''انگریزوں کی دھوکا بازی' عہد شکنی اور غداری'' کے سیاہ ہتھکنڈوں اور حربوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ باب آٹھ ذیلی ابواب پر مشتمل ہے۔ عنوانات ہی سے موضوعات کی دلچسپی اور افادیت کا اندازہ ہو جاتا ہے: انگریزوں کی وعدہ خلافیاں اور عہد شکنیاں۔ اپنے بنائے ہوئے قانون 1833ء کی خلاف ورزی۔ اپنے اعلان وکٹوریہ کی خلاف ورزی۔ خود اختیاری دینے کے قانون کی خلاف ورزی۔ توسیع مملکت کے متعلق شاہی اعلان کی خلاف ورزی۔ خاندانی جائدادوں اور جاگیروں کے قانون کی خلاف ورزی۔ دیوانی کے معاہدوں کی خلاف ورزی۔ مقاماتِ مقدسہ کے متعلق اعلانات اور غداری۔

پانچویں باب میں ''سامراج کی توسیع پسندی اور سلطنتِ عثمانیہ'' کی بربادی کا حال تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ذیلی ابواب کے موضوعات ملاحظہ فرمایئے: ملکہ وکٹوریہ کے اعلان 1858ء کی کھلی خلاف ورزی' انگریزوں کا انگلستان کے بحری راستے کو اپنے لئے صاف کرنا۔ ایشیائی و افریقی قوموں اور بادشاہوں کے خلاف سازشیں۔ عہد نامۂ پیرس کی خلاف ورزی۔ مقدونیہ کی تقسیم و بدامنی اور مرزنگ پروگرام۔ ترکوں کے انقلاب پر یورپ کا چراغ پا ہونا۔ انقلاب کے بعد یورپ کا ترکوں پر پہلا وار۔ ترکوں کی شکست کے اسباب۔

مولانا مدنی نے جو کچھ تحریر کیا' معروضی انداز میں زمینی حقائق و اعداد و شمار کی روشنی میں لکھا۔ ایسے زندہ حقائق جن کا بھرپور مشاہدہ یقیناً انہی نتائج کا حامل ہے جو کتاب میں بیان کئے گئے ہیں' اور پھر حقائق کو ثبوت و شواہد فراہم کرنے کے لئے وہ سارا مواد جمع کر دیا گیا ہے جو خود انگریز مصنفوں اور مورخوں نے لکھا اور اُن کے ذمہ دار حکام نے بیان کیا۔ مولانا صاحب نے برطانوی لوٹ کھسوٹ کی پوری کارروائی کو اُنہی کی تحریروں کے آئینے میں مرتب کیا ہے۔ اپنی طرف سے آپ نے محض نتائج اور اعداد و شمار کو ایک واضح رُخ دیا ہے' ورنہ اصولی طور پر انگریز حکمرانوں کے اعترافات اور انگریز مصنفین کی تحقیقات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ بایں ہمہ سیاسی اور معاشی اُمور و معاملات میں مولانا صاحب کی اخذِ نتائج کی صلاحیت کے باعث زیرِ نظر کتاب کو ہندوستان میں برطانوی عہد کی سیاسی و معاشی تاریخ میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔

مولانا صاحب کی خودنوشت ''نقشِ حیات'' کی اشاعت میں پہلے ناشر نے مصنف کی اپنی عبارت اور حوالہ جات کی عبارتوں کو خلط ملط کر دیا تھا۔ موجودہ اشاعت کے مرتب مولانا محمد عباس شاد نے یہ خوبی پیدا کی ہے کہ مصنف کی اپنی عبارت اور حوالہ جات کی عبارتوں کی الگ الگ پیرابندی کر دی ہے۔ جن کتابوں کے اقتباسات لئے گئے ہیں' اُن کے حوالے ہر باب کے آخر میں دیئے گئے ہیں۔ مصنف کی اصل عبارت میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا' البتہ ترتیب و تبویب مرتب کی جانب سے ہے' جس میں اُنہیں کامیابی حاصل ہوئی ہے' کیونکہ پڑھنے والے کو آسان تبویب کے باعث مضامین کی تفہیم میں آسانی ہو گئی ہے۔

اب ''نقشِ حیات'' کے پہلے اور تیسرے حصے کی اشاعت پر بھی ناشر کو جلد توجہ دینی چاہئے۔ ناشر کا پتا یہ ہے: مکی دارالکتب' غزنی سٹریٹ' اُردو بازار' لاہور۔

(تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

ضرورت رشتہ

دینی مزاج کی حامل 32 سالہ' بی اے پاس لڑکی' جو مغل خاندان سے تعلق رکھتی ہے کے لئے ترجیحاً دینی مزاج کے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 6862865

☆ منافقت سے بچنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟
☆ پاکستان اس وقت عالمِ اسلام کی حفاظت کے ضمن میں کیا کردار ادا کر سکتا ہے؟
☆ کیا پاکستان کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں کام کرنا دین کی خدمت ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست

س: کیا اسلامی خاندانی نظام میں گھر داماد بننے کی ممانعت ہے؟

ج: میرے نزدیک اسلام میں کوئی شے ایسی نہیں ہے کہ گھر داماد بننے کو روکتی ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے ہاں اسے معیوب سمجھا جاتا ہے اور مرد کی مردانگی کے خلاف سمجھا جاتا ہے لیکن بہر حال اسلام میں اس کی کوئی حرمت یا پابندی نہیں ہے۔

س: منافقت سے بچنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

ج: منافقت کا تریاق ایمان ہے۔ ایمان ہو گا تو نفاق ختم ہو جائے گا۔ ایمان کو گہرا اور مضبوط کرنے کے لئے قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہو گا یعنی اُسے پڑھنا' سمجھنا' سمجھانا' بیان کرنا۔ اس سے دوسروں کو جو فائدہ پہنچے گا' سو پہنچے گا خود اپنا ایمان گہرا سے گہرا ہوتا چلا جائے گا۔ ایمان اگر دل کے اندر گہرا ہو جائے تو ظاہر بات ہے کہ ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں یا ایمان رہے گا یا نفاق رہے گا۔

س: کتاب ''دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر'' کے صفحہ 80 کے حوالے سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بدء الاسلام سے کیا مراد ہے! اس ضمن میں دو بڑی حقیقتیں قرآن حکیم اور جہاد فی سبیل اللہ کی وضاحت کیا ہے؟

ج: بدء الاسلام کا مطلب ہے اسلام کا آغاز۔ اگرچہ اسلام کا آغاز تو حضرت آدمؑ سے ہوا ہے لیکن ہم جس اسلام کی اب بات کرتے ہیں' اس سے حضور ﷺ کی بعثت کے بعد جو دین شروع ہوا ہے وہ مراد ہے۔ اس کے آغاز میں جو دو سب سے بڑی حقیقتیں تھیں' ان میں ایک قرآن تھا ایک جہاد۔ قرآن سے دل میں ایمان آئے گا' ایمان سے جہاد آئے گا۔ ایک ہاتھ میں تلوار' ایک ہاتھ میں قرآن۔ یہ گویا کہ بندۂ مومن کی شخصیت کا ایک معنوی ہیولہ ہے۔

س: جھوٹ سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

ج: سچ بول کر جھوٹ سے بچ سکتے ہیں...... لیکن اصل میں اس کا جواب بھی وہی ہے کہ ایمان ہو گا تو انسان جھوٹ نہیں بولے گا۔ اسے یقین ہو گا کہ مجھے ہر چیز کا جواب اللہ کے ہاں جا کر دینا ہے تو پھر جھوٹ کیسے بولے گا!

س: کیا ناپاکی میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام لینا درست ہے؟

ج: جی' نام لیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ ناپاکی کی حالت میں قرآن نہیں پڑھا جا سکتا' قرآن کو ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا' جب تک غسل نہ کر لیا جائے۔

س: حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں کیا شہادت کا وقت آن پہنچا ہے؟ اگر ایسا ہے تو آپ تنظیم اسلامی کو حکم دیں کہ شہادت کے لئے باہر نکلیں' سب سے پہلے اپنی منافقانہ مشرکانہ حکومت کے خلاف واضح طور پر کھڑا ہونا ضروری ہے۔ منافق اور مشرک نہایت بزدل ہوا کرتے ہیں' یہ جلد تائب ہو جائیں گے' پھر ہم کو امت مسلمہ کے لئے یکسو ہو کر پیش قدمی کرنا ہو گی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم وعظ سنتے ہوئے بم کے دھماکے سے اڑ جائیں اور جہنم کا ایندھن بنیں۔ بہتر ہے کہ آپ شہادت کے لئے اپنے پاؤں پر چل کر میدان میں پہنچ جائیں' فرشتے ہمارے منتظر ہیں۔

ج: آپ کے جذبات بہت اچھے ہیں۔ لیکن اس شہادت کے لئے پہلے کچھ Pre-Requisites ہیں جو اللہ کے رسولؐ اور قرآن نے ہمیں بتائے ہیں۔ یعنی پہلے ایمان کی دعوت دی جائے جس سے دلوں میں یقین پیدا ہو جائے' صرف عقیدہ والا معاملہ کافی نہیں ہے۔ پھر منظم ہوں' ایک امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے ایک جماعت بنے' اور جب معتدبہ تعداد ہو جائے تو نظامِ باطل کو چیلنج کریں۔ حضور ﷺ نے بھی 15 برس تک جہاد نہیں کیا تھا جب تک کہ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تیار نہیں کر لی۔ یہ کام ہے جو ابھی ہم کر رہے ہیں' اللہ تعالیٰ اس میں آپ حضرات کو بھی تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

س: کیا آج پاکستان کے لئے سائنس اور خاص طور پر نیوکلیئر انرجی کے حوالے سے کام کرنا' اسلام کے لئے کام کرنا ہے؟ ڈاکٹر اے کیو خان اور دوسرے اہم اشخاص کے انجام کو سامنے رکھتے ہوئے جواب دیجئے؟

ج: یقیناً یہ اسلام کے لئے کام کرنا ہے بشرطیکہ کرنے والا خود بھی مسلمان ہو۔ اگر ایک شخص نماز نہیں پڑھتا' روزہ نہیں رکھتا پھر وہ کام کر رہا ہے تو اپنے پیٹ کے دھندے کے طور پر کر رہا ہے یا اپنے کسی شغل کے طور پر اسے دلچسپی ہے سائنس و ٹیکنالوجی سے' لہٰذا اس کا معاملہ تو اسی کے حوالے سے ہو گا۔ لیکن ایک آدمی خود مسلمان ہے' اللہ کے احکام پر چل رہا ہے اور وہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنے کی جدوجہد میں شریک ہے اور یہ کام بھی کر رہا ہے تو بہت بڑے ثواب اور نیکی کا کام ہے۔

س: پاکستان اس وقت عالم اسلام کے اتحاد بالخصوص عراق اور دوسرے مسلمانوں کی حفاظت کے ضمن میں کیا کردار ادا کر سکتا ہے؟

ج: مسلمانوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کے لئے تو کچھ نہ کچھ کوشش ہو سکتی ہے' جیسے کہ ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں 74ء میں اسلامی سربراہی کانفرنس کی صورت میں ہوئی تھی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ پاکستان میں اسلام کے نفاذ سے اللہ کی مدد آئے گی۔ اللہ کی مدد ہی سے مسلمان اس تباہی سے بچ سکتے ہیں۔

س: ایک دو روز پہلے کے اخبارات میں وزیر اطلاعات کا بیان تھا کہ سپر پاور اللہ تعالیٰ ہے مگر زمینی سپر پاور امریکہ ہے' لہٰذا ہمیں زمینی حقائق کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ کیا یہ شرک نہیں ہے؟

ج: نہیں' انہوں نے جب فرق کر دیا ہے کہ پوری کائنات کی سپر پاور تو اللہ ہے لیکن دنیا میں اس وقت حقائق کے اعتبار سے سپر پاور امریکہ ہے' اس میں ایسی کوئی غلط بات نہیں ہے۔ امریکہ بہت بڑی طاقت ہے۔ اس کی جنگی طاقت کا کسی کو اندازہ ہی نہیں ہے۔ وہ ہر موقع پر بالکل نیا ہتھیار نکال کر لاتا ہے' جس سے بچاؤ کی کوئی شکل ہی نہیں ہوتی۔ جب افغانستان میں روسیوں کے خلاف جہاد تھا تو سٹنگر میزائل لے کر آیا' جس کا پہلے کسی کو سان گمان نہیں تھا کہ یہ میزائل ہدف کے پیچھے پیچھے چلے گا' اس کا پیچھا کرے گا یہاں تک کہ جان لے کر چھوڑے گا۔ پھر جب 91ء میں خلیج کی جنگ ہوئی ہے تو وہ پیٹریاٹ میزائل لے آیا کہ اگر کوئی سکڈ میزائل آ رہا ہے تو یہ پہلے ہی اڑ کر اُسے فضا ہی میں تحلیل کر

(باقی صفحہ 18 پر)

ہم اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں!

(مرسلہ: شجاع الدین شیخ، کراچی)

دہرا معیار

☆ اگر ہمارا بچہ ڈنر سیٹ کا ایک گلاس توڑ دے تو ہمیں کس قدر غصہ آتا ہے۔

مگر...... اللہ تعالیٰ کے احکامات علی الاعلان ٹوٹتے ہیں تو ہمیں ذرا افسوس نہیں ہوتا۔

☆ دعویٰ ہے اللہ پر ایمان کا۔

مگر...... اللہ کے باغیوں کے قانون اور طریقوں پر عمل اور ان سے دوستیاں بھی ہیں۔

☆ لوگ کس قدر یقین کرتے ہیں جو کچھ اخبار کہتے ہیں۔

مگر...... جو کچھ قرآن کہتا ہے اس پر سوالات کرتے ہیں۔

☆ لوگوں کو مغربی دانشوروں کے فلسفوں پر پورا یقین ہے۔

مگر...... رسول اللہ ﷺ کے مبارک ارشادات پر شک و شبہ کا شکار ہیں۔

☆ آپ ای میل کے ذریعہ ہزاروں لطیفے بھیج سکتے ہیں اور وہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل جاتے ہیں۔

مگر...... جب آپ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو بھیجتے ہیں تو لوگ اس سے استفادہ کرنے کے متعلق کئی مرتبہ سوچتے ہیں۔

☆ دنیا کے معاملے میں خوب سے خوب تر کی تلاش ہے۔

مگر...... دین کے معاملے میں کم سے کم پر راضی رہنے کا عزم ہے۔

☆ دنیا کمانے کے لئے گھر والے کس قدر جذبے سے نوجوانوں کو باہر بھیجتے ہیں۔

مگر...... دین کی خاطر وقت لگانے کی کس قدر مخالفت کی جاتی ہے۔

☆ مولوی صاحب پر اعتراض کرنا کس قدر آسان ہے۔

مگر...... کس قدر مجبوری ہے کہ نکاح اور جنازے کے لئے ان ہی کو بلانا پڑتا ہے۔

☆ ایک یہودی داڑھی رکھے تو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے ایمان کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

مگر...... ایک مسلمان یہ کام کرے تو کہا جاتا ہے کہ وہ انتہا پسند اور بنیاد پرست ہے۔

☆ ایک بچہ جب اپنے آپ کو کسی تعلیمی و پیشہ وارانہ مقصد کے لئے وقف کرے تو کہا جاتا ہے کہ اس میں ترقی کے امکانات ہیں۔

مگر...... ایک بچہ جب اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کا مستقبل تاریک ہے۔

☆ جب ایک عیسائی کسی کو قتل کرتا ہے تو مذہب زیر بحث نہیں آتا۔ (مثلاً آئرلینڈ)

مگر...... جب ایک مسلمان پر یہ الزام لگتا ہے تو اسلام کو عدالت میں لے آیا جاتا ہے۔

☆ لوگ کوشش کرتے ہیں کسی میچ یا پروگرام میں اگلی نشست حاصل کرنے کے لئے۔

مگر...... مسجد میں پچھلی صفوں میں بیٹھتے ہیں۔

☆ مشرقی تیمور میں 10 فیصد عیسائیوں کی حفاظت میں پورا عالم کفر حرکت میں آجاتا ہے۔

مگر...... کشمیر، عراق، فلسطین، بوسنیا، چیچنیا میں بہنے والے مسلم خون پر کوئی واویلا نہیں۔

☆ فلسطینی مسلمانوں پر حملہ کرنے والے اسرائیل کی امریکہ بہادر حمایت کرتا ہے۔

مگر...... آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دیتا ہے۔

☆ امریکہ بہادر ہزاروں بموں اور اسلحوں سے لیس ہے۔

مگر...... مسلمان ملک پاکستان اگر دفاع کے لئے ایٹمی صلاحیت حاصل کرے تو مخالفت کرتا ہے۔

☆ عراق پر حملوں اور ارض مقدس پر قدم جمانے کے لئے عالم کفر متحد ہوجاتا ہے۔

مگر...... ہم مسلمانوں کو اپنے گروہی، نسلی اور مسلکی اختلافات ہی سے سروکار ہے۔

☆ ایک عیسائی نن (مذہبی خاتون) سر سے پیر تک اپنے آپ کو ڈھانپ لے تو اس کی عزت کی جاتی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو خدا کے لئے وقف کردیا۔

مگر...... ایک مسلمان عورت پردہ کرے تو اسے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

☆ ایک مغربی عورت اپنی ملازمت چھوڑ کر گھر پر رہے اور بچوں کی حفاظت کرے تو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے اور گھر والوں کے لئے قربانی دے رہی ہے۔

مگر...... ایک مسلمان عورت یہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ اسے آزادی کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

کیا ظرفہ تماشا ہے

☆ لوگوں کے پاس ٹی وی کے لئے کس قدر وقت ہے۔

مگر...... نماز پڑھنا کس قدر مشکل لگتا ہے۔

☆ پکنک پر جانے کے لئے صبح سویرے اٹھنے کا کس قدر اہتمام ہوتا ہے۔

مگر...... اپنے معمولات کا آغاز اللہ کے آگے جھک کر کرنا کتنا دشوار لگتا ہے۔

☆ کس قدر وقت ہے لوگوں کے پاس چند ٹکوں کے اخبار پڑھنے کے لئے۔

مگر...... کتنا بھاری معلوم ہوتا ہے قرآن کریم کے لئے وقت نکالنا۔

☆ قرآن کی ایک آیت پڑھنا کس قدر مشکل لگتا ہے۔

مگر...... کس قدر آسان ہے کسی ناول کے سو صفحات کا پڑھنا۔

☆ دوست کا پیغام آتا ہے تو بڑی چاہت سے 'اہتمام سے پڑھتے ہیں۔

مگر...... اللہ کا پیغام قرآن "بڑی حفاظت" سے الماریوں میں سجا کر رکھتے ہیں۔

☆ چند ٹکوں کے معمولی اخبار کی چھوٹی سی خبر بھی توجہ کے بغیر نہیں پڑھی جاتی۔

مگر...... کس قدر ظلم ہوتا ہے جب غور و فکر اور سمجھے بغیر قرآن کریم پڑھا جاتا ہے۔

☆ دنیا کمانے کے لئے غیر ملکی زبانیں سیکھنا کس قدر آسان ہے۔

مگر...... قرآن سمجھنے کے لئے عربی زبان سمجھنا کتنا دشوار لگتا ہے۔

☆ ڈراموں، فلموں اور گانوں میں بڑا لطف محسوس ہوتا ہے۔

مگر...... قرآن سننے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔

☆ 100 روپے کی رقم کس قدر بڑی لگتی ہے جب اسے مسجد لے جایا جائے۔

مگر...... کس قدر کم لگتی ہے جب اسے بازار لے جایا جاتا ہے۔

☆ تراویح کے لئے ایک گھنٹہ کس قدر طویل لگتا ہے۔

مگر...... ایک ٹیم کس قدر تیزی سے 90 منٹ میں فٹ بال کا میچ کھیل لیتی ہے۔

☆ ایک مسجد میں کچھ دیر گزارنا کس قدر طویل لگتا ہے۔

مگر...... ایک فلم دیکھتے ہوئے وقت کتنا کم لگتا ہے۔

☆ جب فٹ بال کا ایک میچ اضافی وقت میں داخل ہوجاتا ہے تو لوگوں کے ذوق وشوق میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

مگر...... خطبہ مقررہ وقت سے طویل ہوجائے تو شکایت کرتے ہیں۔

☆ دنیاوی افسروں کے سامنے بڑے ڈر خوف اور ادب سے کھڑے ہوتے ہیں۔

مگر...... اللہ کے سامنے حاضری کے وقت "دل و دماغ"

(باقی صفحہ 18 پر)

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

حلقہ گوجرانوالہ کا دوروزہ تربیتی پروگرام

اس پروگرام کا آغاز 18 جنوری بعد نمازِ مغرب فاطمہ مسجد سیالکوٹ میں ہوا۔ رفقاءِ تنظیم نماز عصر کے بعد سے ہی پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ راقم نے افتتاحی کلمات کے بعد ناظم حلقہ جناب شاہد رضا نے سورۃ الاعلیٰ کی آیات کے حوالے سے ذکر و صلوٰۃ تزکیہ اور فلاح پر جامع گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد حافظ محمد زبیر نے حدیثِ رسول ﷺ ((الدنیا مزرعة الآخرة)) کے حوالے سے گفتگو کی۔ حافظ صاحب نے بہت مؤثر انداز میں دنیا اور آخرت کی زندگی کا موازنہ حاضرین کے سامنے رکھا۔

نمازِ عشاء کے بعد عبدالقدیر بٹ نے درسِ قرآن دیا۔ بٹ صاحب نے ''سفرِ آخرت'' کو موضوع بنایا اور قرآن و حدیث کے حوالوں سے اپنی بات کو بہت عمدہ انداز میں پیش کیا۔ اس کے بعد حالاتِ حاضرہ پر گفتگو ہوئی۔ بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا 18 جنوری کا شائع ہونے والا بیان پڑھا گیا۔ مزید واقعاتِ عالم پر بھی گفتگو ہوئی۔ بعد ازاں راقم نے گزشتہ کارگزاری پیش کی تو ناظم حلقہ جناب شاہد رضا نے مرکزی مشاورت 12' 13 جنوری کے اہم نکات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔

جناب ولی محمد نے سونے کا سنت طریقہ بیان کیا اور مسنون دعا پر یہ نشست برخاست ہوئی۔

19 جنوری انفرادی نوافل اور نمازِ فجر کے بعد عبدالرؤف صاحب نے سورۃ القصص کی آیات کا درس دیا۔ انہوں نے دنیا کی ہوس اور اُس کا انجام بمقابلہ اہلِ ایمان اور اُن کا طرزِ عمل اور انجام نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا۔ اس کے بعد جناب پروفیسر محمد اشرف نے حضرت علیؓ کی سیرت کے کچھ واقعات بیان کئے۔ ناشتے کے بعد قاری عنایت اللہ نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پر عام فہم زبان میں روشنی ڈالی اور اُس کے تقاضے بتائے اور جماعت کی اہمیت پر زور دیا۔

بعد ازاں جناب محمد حسین نے ''دنیا میں نظامِ خلافت ہی کیوں'' کے موضوع پر جامع گفتگو کی۔ قرآنِ مجید کو درست پڑھنے کے لئے ''تجوید'' کا جاننا ضروری ہے۔ جناب عبدالقدیر بٹ نے قواعد تجوید بیان کئے اور تجوید جاننے پر زور دیا۔ آخر میں سامعین کو سالانہ اجتماع میں بھرپور شرکت کی تاکید کی گئی۔ نیز کچھ دیگر ہدایات کے ساتھ ہی مسنون دعا پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

(مرتب: خادم حسین)

تنظیم اسلامی بہاولنگر و بہاولپور کا تربیتی اجتماع

یہ پروگرام 19 جنوری 2003ء بروز اتوار قرآن اکیڈمی ہارون آباد کی مسجد جامع القرآن میں منعقد ہوا جس میں تنظیم اسلامی بہاولنگر اور بہاولپور کے رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز حافظ شبیر احمد صاحب نے تلاوت قرآن حکیم سے کیا۔ تلاوت کے بعد راقم الحروف نے ''اسلام میں اجتماعیت کی اہمیت'' کے موضوع پر درس دیا۔ اس کے بعد جناب ذوالفقار علی صاحب نے منہج انقلاب نبویؐ کے موضوع پر خطاب کیا۔

نمازِ ظہر اور دوپہر کے کھانے کے بعد ڈھائی بجے سہ پہر پروگرام کی دوسری نشست کا آغاز امیر حلقہ جناب محمد منیر احمد نے کیا۔ انہوں نے قراردادِ تاسیس کا مطالعہ کروایا اور اہم نکات کی وضاحت فرمائی۔ انہوں نے رفقاءِ تنظیم کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں اور ان کی لاپرواہی اور کم کوشی پر انہیں تنبیہ کی۔ اہم تنظیمی اطلاعات پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: وقار اشرف)

دسمبر میں تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے شعبۂ نشر و اشاعت کی سرگرمیاں

1) ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ ''پیامِ اقبال بنام نوجوانانِ ملت'' 30 سے زائد دانشوروں' کالم نگاروں' صحافیوں اور دینی جماعتوں کے قائدین کو عیدالفطر کے تحفہ کے طور پر امیر حلقہ جناب مرزا ایوب بیگ کے کورنگ لیٹر کے ساتھ بھجوایا گیا۔ محترم مجید نظامی' جناب حنیف رامے اور میاں مقصود احمد کی طرف سے شکریہ و ستائش کے خطوط موصول ہوئے' جو ''ندائے خلافت'' میں اشاعت کے لئے بھجوائے گئے۔

2) ہفت روزہ ''ندائے ملت'' کے سینئر صحافی جناب محسن فارانی شعبہ ھذا کی دعوت پر دفتر حلقہ میں تشریف لائے۔ امیر حلقہ' جناب شیخ نوید احمد اور راقم سے تفصیلی تعارف و تبادلہ ہوا۔

3) لاہور کے کیبل آپریٹرز نے گزشتہ رمضان المبارک میں بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ ترجمہ قرآن نشر کیا۔ عوام نے اسے بہت سراہا اور اصرار کیا کہ یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔ چنانچہ تمام بڑے کیبل آپریٹرز کو 23 دسمبر کو مقامی ہوٹل میں عشائیہ پر مدعو کیا گیا۔ کیبل آپریٹرز نے اس موقع پر بہت مثبت اور قابلِ عمل تجاویز دیں۔ فیصلہ کیا گیا کہ محترم ڈاکٹر صاحب کے تازہ دروس قرآن کی سی ڈیز کیبل آپریٹرز کو فراہم کی جائیں۔ شعبہ سمع و بصر نے یہ سی ڈیز فراہم کر دی ہیں۔ ان شاء اللہ جلد ہی پورے لاہور میں محترم ڈاکٹر صاحب کے تازہ دروس قرآن کیبل کے ذریعے دیکھے جاسکیں گے۔

4) ڈاکٹر احمد خواجہ کی غیر قانونی گرفتاری کے خلاف تنظیم اسلامی لاہور نے 25 دسمبر کو پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے کی پریس ریلیز اخبارات کے لئے اور رپورٹ ''ندائے خلافت'' کے لئے تیار کی گئی۔ اس موقع پر Geo ٹی وی کی ٹیم کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا' جنہوں نے امیر تنظیم جناب حافظ عاکف سعید کے تاثرات ریکارڈ کئے۔

5) ہفت روزہ ''فیملی'' میگزین میں بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے منتخب نصاب کی تلخیص پر مشتمل 2 مضامین شائع ہوئے' جبکہ مزید ایک درس کی تلخیص تیار کر کے بھجوائی گئی۔

6) امیر حلقہ جناب مرزا ایوب بیگ کے مضامین ''سقوطِ ڈھاکہ اور ہم'' کے عنوان سے روزنامہ نوائے وقت میں جبکہ ''خطرناک امریکی عزائم اور ہمارے لئے بہترین لائحہ عمل'' کے عنوان سے روزنامہ دن میں شائع ہوئے۔

7) ایرانی صدر کے دورہ پاکستان کے موقع پر بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے بیان پر مشتمل پریس ریلیز اخبارات کو جاری کیا گیا۔ (رپورٹ: وسیم احمد)

☆☆☆

انتقالِ پُرملال

جناب سید محمد آزاد' امیر تنظیم اسلامی میرپور کی خالہ محترمہ مختصر علالت کے بعد 22 جنوری 2003ء کو کنجاہ گجرات میں وفات پاگئی ہیں۔ مرحومہ کی عمر 80 سال تھی اور وہ پابندِ صوم و صلوٰۃ خاتون تھیں۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

شعبۂ سمع و بصر کی تیار کردہ چند نئی سی ڈیز

☆ مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب (ویڈیو سی ڈی)

☆ تلاوت قرآن حکیم (آڈیو سی ڈی)

قراء: (۱) احمد العجمی' عبدالعزیز' محمد المحیسنی' سعود الشریم

(۲) محمود خلیل الحصری' الطبلاوی' عبدالکریم

☆ شادی بیاہ کی تقریبات میں اصلاح کی اہمیت اور عملی تجاویز (ویڈیو سی ڈی)

قیمت فی سی ڈی: 40 روپے

آج ھی اپنا آرڈر بک کروائیں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون 03-5869501

بقیہ: منبر ومحراب

نے وسط ایشیائی ریاستوں کے تیل کے ذخائر کے لئے حملہ کیا۔ عراق کے خلاف بھی وہ اسی لئے چڑھے آ رہے ہیں۔ شمالی کوریا جو دھڑلے سے کہہ رہا ہے کہ ہم ایٹم بنانے کے معاملے میں کسی امریکی پابندی کو ماننے کے لئے تیار نہیں پھر بھی اسے Ignore کیا جا رہا ہے اور اس سے مذاکرات کی بات ہو رہی ہے' جبکہ عراق اگر اپنی بے گناہی ثابت کر دے تب بھی امریکہ اسے معاف کرنے کو تیار نہیں۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ اب پوری دنیا میں کہا جا رہا ہے کہ وہ فرق تیل کا ہے۔ شمالی کوریا میں تیل نہیں ہے جبکہ عراق میں تیل ہے۔ یہ وہ مخفی ایجنڈا ہے جو اب سب کو نظر آ رہا ہے۔ بدقسمتی سے یہ ذخائر عالم اسلام میں موجود ہیں۔ عراق' ایران اور کویت پر ان کی نظر ہے' سعودی عرب پر تو وہ پہلے ہی قابض ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر جس علاقے میں تیل ہے وہاں ان کا قبضہ اب بھی قائم ہے اور ان کی یہ پلاننگ اب کافی حد تک آشکارا ہو چکی ہے کہ وہ سعودی عرب کے تین حصے کریں گے اور تیل والے حصے پر اپنا قبضہ پختہ رکھیں گے۔ یہ ہیں ان کے عزائم۔ بہرحال ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔ (اس موضوع پر آئندہ جمعہ بھی بات جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ)

بقیہ: افہام وتفہیم

دے گا۔ اب حال ہی میں افغانستان میں ڈیزی کٹر بم سامنے آیا ہے۔ ابھی کچھ پتہ نہیں اس کے پاس اور کیا کیا کچھ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو ہر قدرت حاصل ہے۔ اس کی مدد جسے حاصل ہو امریکہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

س: آج کل ہر کاروبار سود میں جکڑا ہوا ہے اور پچھلے دنوں سود کو جائز قرار دیا جا چکا ہے۔ ان حالات میں سود سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ آپ اس سلسلے میں کچھ کہیں گے؟

ج: سود اور اس کی ہر شکل حرام ہے۔ اسے بظاہر اسلامی نام دے کر یا مارک اپ وغیرہ کہہ کر جائز کرنے سے یہ حلال نہیں ہو سکتا۔ آپ ایسا کاروبار کیجئے جس میں اس کی ضرورت پیش نہ آئے۔ آپ ایک چھابڑی لگا کر اپنے اور اپنے بچوں کے لئے روزی کما سکتے ہیں' اس میں کوئی سود نہیں ہے۔ کوئی شخص دکان ڈال کر' صبح سے شام تک بیٹھا رہے' روزی تو نکل آئے گی۔ کیوں وہ کاروبار کرتا ہے جس میں سود ملوث ہو۔ کیوں اونچے محلوں میں رہتا ہے؟ ذرا کم درجے میں زندگی گزار لیں اور حرام سے بچنے کی پوری کوشش کریں۔

☆☆☆

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً

—— بنتِ اسرار ——

کیا یہ قرآن کا فرمان نہیں اے مسلم!　　اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً اے مسلم!
یہ حجاب اور ستر کیوں نہیں بھایا تم کو　　دیں کے احکام پہ کیوں آج ہو جُز بُز مسلم!
تم تو ہادیٔ برحقؐ کی ہو امت مسلم!

یہ تیری سوچ پہ کیوں غیروں کا قبضہ ہے؟　　یہ تیرے قلب پہ ابلیس کا کیوں غلبہ ہے؟
وقر ہے تیرے سمع و بصر پہ چھایا کس کا　　ہے کہیں نفس الہ اور کہیں امریکہ
تم تو امت محبوبؐ ہو' سوچو مسلم!

نئی تہذیب کی بھی چھاپ سجائی ہے　　نئی تہذیب تو ہر حال میں ہرجائی ہے
وہ ابوجہل ہے جو جہلِ زماں' نہ سمجھے　　تیرے افکار پہ ہے فکرِ جہل' کیا سمجھے؟
خود ہی انصاف سے سوچو' جو ہو سچے مسلم!

خود تو ٹائی بھی جو پھندا ہے گلے کا ہر دم　　کف بھی پورے ہیں نہ کھل جائیں کہیں جن کے بٹن
پینٹ بھی پوری کہ آئیں نہ کہیں ٹخنے نظر　　میں سمجھتی ہوں کہ تم خود ہی ہو عورت' مسلم!
زیب تن تم نے کیا زن کا لبادہ' مسلم!

خود تو مستور ہو عورت کو کیا مکشوفہ　　تیرے اسلاف کا کیا ایسا ہی تھا شیوہ
یہ 'ردا' اور 'خمر' اور یہ 'جلباب و حجاب'　　نہیں لفاظیٔ قرآن یہ ہرگز مسلم!
بنت اسرار کی کچھ اس کے سوا بات نہیں
حکم و حکمتِ قرآن سمجھ لے مسلم!!

بقیہ: حرف شکایت

کہیں اور کی سیر کرتے ہیں۔

☆ لوگوں کو دعائیں مانگتے وقت دعا مانگنا یاد نہیں رہتا۔

مگر...... ایک دوست سے بات کرنے کے متعلق سوچنے میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

☆ لوگ جنت میں جانا چاہتے ہیں۔

مگر...... کچھ مانے' سوچے' کہے اور عمل کئے بغیر

☆ لوگوں کو آسان شریعت کا سمجھنا اور دوسروں کو بتانا کس قدر مشکل لگتا ہے۔

مگر...... کس قدر آسان ہے فضول گوئی اور لطیفوں کو سمجھنا اور دہرانا۔

☆ فضول رسموں اور کاموں پر بے دریغ مال خرچ کرنا کتنا آسان ہے۔

مگر...... اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے لئے ہاتھ رکا ہی رہتا ہے۔

☆ جانتے ہیں کہ قبر کے 6 فٹ گڑھے میں محض دو گز کفن ساتھ ہوگا۔

مگر...... دنیا کمانے' بڑھانے اور بنانے ہی میں دن رات مصروف ہیں۔

سید' سنی' اردو سپیکنگ فیملی' بیٹا عمر 31 سال' تعلیم ایف اے' پرائیویٹ ملازمت' ذمہ دار پوسٹ' 7 ہزار روپے ماہوار تنخواہ و دیگر مراعات۔ دینی مزاج کے حامل مقامی اردو سپیکنگ گھرانے رجوع کریں۔

فون: (12 بجے کے بعد) 7224989

destroyed their dwellings with their own hands and the hands of the believers. Then take admonition, o you with eyes (to see) (Qur'an 59:02). Someone must tell if Bush and his Company are doing anything other than hastening fall of the US Empire.

Our injustices are overmastered and characterized above our will by the law of nature. Say (to the disbelievers): **"Tell me if the punishment of Allah comes to you suddenly, or openly, will any be destroyed except the *Zalimun* (the unjust people)?"** (Qur'an 6:47). Learning from history is not just so we can put it right in the history books, It's about making real amends today. If we can't do anything to prevent the past, at least we can do justice to rectify the present. Otherwise, the conditions that were created by the US and its Allies past would continue to dominate their relations with those impacted by the past. Furthermore, today is just as much history as yesterday. It's just a question of whether the so-called world leaders have the courage to face up to the responsibilities. Justice is not a four letter word. It means accountability. That accountability can only happen if we have the strength to accept the real verdict of history.

As the 21st century proceeds, which society can claim to desire anything different -- anything other than a good grade in history and a forward gaze? But resolving issues with force is unacceptable to everyone. It is like covering an unclean wound: It festers and will not heal until it is tended. The challenge to avoid terror and wars lies precisely in learning to do justice, however difficult that may be. There is no alternative other than paybacks, which will be hell.

Matrimonial

Software Engineer,Awan,27years, Sunni,6Feet,Planning for a Liasion office in Europe/Canada needs a Compatible match from like minded families. The Girl (European Canadian Nationality) should be Master/ Graduate ,Sunni, Islamic Minded,Reasonable height and Caring.

Contact: Sardar Awan,
36-K, Model Town,Lahore,Pakistan
Tel: 5869501-2-3
email: anjuman@tanzeem.org

لمحۂ فکریہ

زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

عرفان صدیقی

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام سیمینار بعنوان ''امریکی عزائم اور عالم اسلام'' میں محترم عرفان صدیقی شرکت کے لئے لاہور تشریف نہیں لا سکے۔ البتہ اس پروگرام کے لئے ان کی طرف سے بھیجی گئی مندرجہ ذیل خصوصی تحریر جو سیمینار میں پڑھ کر سنائی گئی' ہدیۂ قارئین ہے۔

عالم اسلام اگر اٹھاون اسلامی ملکوں کا نام ہے تو عالم یہ ہے کہ ؎

جس تاج کو دیکھو وہی کشکول نما ہے
اب کے تو فقیروں سے بھی سلطاں ہیں زیادہ

فقیری کے عجب رنگ ہیں۔ کسی کو اپنے وجود کی سند مطلوب ہے۔ کسی کو اپنی آسودگی کے لئے رقم چاہئے۔ کسی کو اپنی رعایا پر تحکم برقرار رکھنے کے لئے بارود کی ضرورت ہے۔ کسی کو اپنی آمریت کے استحکام کے لئے چھاتے کی ضرورت ہے۔ اپنی اپنی ضرورتیں' اپنے اپنے کشکول۔ ضرورتوں میں جکڑا عالم اسلام' بے چارگی کی تصویر بن چکا ہے۔ ملوکیت اور آمریت نے عالم اسلام کے ہر ملک کی توانائی نچوڑ لی ہے۔ حکمرانوں اور عوام کے درمیان خلیج وسیع ہو رہا ہے اور اس خلیج میں سامراجی قوتوں کے بحری بیڑے اٹھکیلیاں کر رہے ہیں۔ دنیا میں آج تک کوئی ایسا ہتھیار ایجاد نہیں ہوا جو کسی قوم کی اجتماعی قوتِ مزاحمت کا حصار توڑ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی سامراج نے کسی بھی اسلامی ملک میں سلطانیٔ جمہور کی کارفرمائی نہیں ہونے دی۔ اس نے ہمیشہ حکمرانوں سے معاملات طے کئے اور عوام کے جذبات واحساسات کو نظر انداز کیا۔ حکمرانوں نے بھی ہمیشہ امریکہ سے ساز باز کی اور عوام کی دھڑکنوں کو قصرِ اقتدار کی فصیلوں سے بہت دور رکھا۔ بونی قیادتیں' امریکی مفادات کی آبیاری سے اپنے آپ کو سربلند کرتی اور اپنے وجود کو وسیع تر قومی مفادات کی علامت قرار دے کر عوام کی گردنوں پر مسلط رہتی ہیں۔ واشنگٹن کی جادوگری کے ساحر کو جب جہاد اصغر کی ضرورت ہوتی ہے تو اسے سانچے میں ڈھلا مردِ مومن میسر آ جاتا ہے اور جب اسے روحِ جہاد کو کچلنے اور تلواروں کو نیاموں میں ڈالنے کی حاجت ہوتی ہے تو کمال اتاترک کو ہیرو ماننے والا جہادِ اکبر کا بنا بنایا پرچم بردار ہاتھ آ جاتا ہے۔

عالم اسلام کا المیہ یہ ہے کہ فکر واحساس کی ہم آہنگی کے باوجود ایسی قیادتیں ناپید ہیں جو اپنے محدود مفادات کی سطح سے بلند تر ہو کر ملت کے اجتماعی مفادات کی فکر کر سکیں۔ یہی مسئلہ سوا ارب انسانوں کی اجتماعی قوت کو ایک مرکز پر جمع نہیں ہونے دے رہا۔ امریکہ شخصی حکمرانوں کے تقاضوں کی تکمیل کر رہا ہے اور اس کے عوض ان حکمرانوں کے چنگل میں جکڑے ہوئے عوام کی امنگوں کا خون کرنے میں مگن ہے۔ اگر ہمیں عالم اسلام کو واقعی کوئی نام' کوئی شکل دینی ہے' کوئی مشن کوئی عزم دینا ہے تو ہمیں اقتدار کی بارگاہوں میں رکھے پتھر کے بتوں سے نجات حاصل کرنا ہو گی۔ کسی نہ کسی اعتبار سے عوام کی حاکمیت اس طرح قائم کرنا ہو گی کہ وہ صحیح معنوں میں اللہ کی حاکمیت کی آئینہ دار ہو۔ اس کے بغیر ہر عہد میں کوئی نہ کوئی امریکہ' کوئی نہ کوئی روس اور کوئی نہ کوئی برطانیہ پیدا ہوتا رہے گا۔

میں سائنس' ٹیکنالوجی اور علم اشیاء کی جہانگیری کا منکر نہیں۔ بلاشبہ ہمیں عصری علوم وفنون کی تحصیل کے لئے بہت محنت کرنی چاہئے۔ لیکن میں صدقِ دل سے محسوس کرتا ہوں کہ عزت' عظمت اور آبرومندی کے لئے ہمیں مہلک اسلحہ خانوں اور بھری تجوریوں کے سوا بھی بہت کچھ چاہئے۔

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

آج ہمیں تھوڑے سے غصے کی ضرورت ہے کہ ہمارے اعصاب کو زنگ لگتا جا رہا ہے۔ تھوڑے سے اشتعال کی ضرورت ہے کہ ہماری روح پژمردہ ہوتی جا رہی ہے۔ تھوڑے سے جذبہ انتقام کی ضرورت ہے کہ ہمارے جذبوں کی آگ راکھ کا ڈھیر بنتی جا رہی ہے۔ تھوڑے سے آنسوؤں کی ضرورت ہے کہ ہماری آنکھیں صحراؤں کی طرح سلگنے لگی ہیں۔ تھوڑے سے احساسِ زیاں کی ضرورت ہے کہ دل بانجھ ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ کام ایٹم بموں اور میزائلوں سے نہیں ہو گا۔ ہم امریکہ کے ہم پلہ ہوں گے تو وہ سو سال مزید آگے نکل چکا ہو گا۔ بے چارگی کسی تعاقب' کسی دوڑ سے نہیں' اُن اَن دیکھی قوتوں کے اظہار سے جاتی ہے جو انسان کو ایک مشین اور ایک جانور کے بجائے مخلوقات کا سردار بناتی ہیں۔ ان قوتوں' ان جذبوں اور ان توانائیوں کی تخلیق کے لئے قوم کے دانشوروں' سیانوں' صاحبان علم وقلم' وارکانِ ممبر ومحراب اور خداوندانِ مدرسہ ومکتب کو سامنے آنا ہو گا۔ ایک پُرعزم تحریک اٹھانا ہو گی۔ انسان کو انسانیت کی عظمت کا پتہ دینا ہو گا...... ورنہ ذلتوں کا سفر جاری رہے گا۔

Vol:12 Regd. No.LRL-50 No.5
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

The Age of Reckoning

The US would call an end to its "war on terrorism" the moment its leadership understand two things: one, the real reason that made their hearts abodes of terror and two, the Anglo saying, "paybacks will be hell."

Ours is an age of reckoning. That thought leads immediately to the gruesome events the world watches today in Afghanistan, the Middle East, Chechnya, Kashmir and across Africa. The spreading challenge is to make the facts match, for in too many places they do not. And what we discover in one case after another is that no society can go forward until this reconciliation is accomplished through addressing grievances or making the aggressors pay back.

Contrary to what most astute American analysts anticipated when the Berlin Wall collapsed a decade ago, the Cold War's end has brought no eternal peace to their heart. To the contrary there is a resurgence of conflicts with the unyielding demands that the past be reopened -- and injustices dealt with properly. Iraq, Afghanistan and Palestine are examples which further swell terror in the hearts of world-controllers in Washington, believing they can use might to avoid justice and extract obedience without giving due heed to reality.

The United States has a historic opportunity and a special role to play in the unfreezing of history for correcting wrongs around the world -- not in every case, but certainly in many. But Americans face a special challenge, too. Though hardly aware of it, they live with a phenomenon we can neatly term "history without memory." They have an imaginary great notion of their place in the last century; it is contained in a "sweeping tale" of Cold War heroism.

It is not only altogether inaccurate, the rendering is also woefully short of human detail -- the facts, events and consequences that reside in human memory. Their history is especially weak when it comes to what their government did to others in the Cold War's name before 1990 and for global dominance afterwards.

It is not a habit that the US will easily break. Only when it does, though, will other nations fully succeed in escaping their opposite problem, the problem of "memory without history." Only when they are able to redress their grievances, fill in their national narratives -- rewriting them to match their lived recollections -- will they be able to begin that most necessary of acts: the act of forgetting.

There are no signs that the US is ready for reconciliation. Thus, terrorism will keep on haunting Western, particularly American, leadership for the foreseeable future, because terror lies in their heart, not in the seemingly impossible-to-find weapons of mass destruction of Saddam Hussain or suicide bombers of Osama bin Laden.

Those who have met Osama bin Laden would agree to the tremendous amount of peace in his eyes, words and attitude despite the fact that the world's greatest power is after him. In comparison, fear in the eyes and facial gestures of the most powerful men, Bush and Blair, is so overwhelming that few would find them sensible if found alone in street. One wonders if they can ever have a good night sleep in their "peaceful" palaces as compared to Osama's shack at the mercy of Coalition bombers. It is very important to note that there are valid reasons for the never-ending-terror in the heart of those who can destroy the whole planet many times over.

Interestingly their fear is not imaginary. It is real. Political scientists and international relations specialists may not like it, but we have reached a stage of human history where such phenomenon can no more be explained without referring to Qur'an and Hadith. Events of this century have already started crossing all limits of secular explanations. The jingoist American leaders now need to refer to Qur'an to understand the reason for the terror in their heart and to avoid paybacks.

At no less than 92 occasions, the Qur'an says, "**fear Allah**." It repeats "**Fear Him**" 17 times and Allah directly addresses human beings: "**Fear me**" at least 10 times. Qur'anic verses such as "**fear not men but fear me**" (5:54) and "**fear me and me alone**" (2:41) are so straight forward that no amount of "fundamentalism" or "moderatism" can confuse their meaning. It needs no believer of the Muslim faith to understand that when men start fearing men, no amount of weapons, no amount of detentions in Guatanamo Bay, no amount of mindless bombing, killings and an unlimited war on terrorism can ever bring peace to their hearts.

The question then arises: "What scares them in the first place?" It is fear of the payback. It is natural. In nature all things are double, one against another. -- Tit for tat; an eye for an eye; a tooth for a tooth; blood for blood; love for love. -- Give and it shall be given to you. The unjust are scared of the payback for the injustice they still support and stand for. The hypocritical US policy towards Iraq and Israel is an example that needs no explanation. The Qur'an, however, explains the cause of their terror: "**We shall cast terror into the hearts of those who disbelieve, because they set up with Allah that for which He has sent down no authority, and their abode is the fire, and evil is the abode of the unjust**" (03:151).

The unjust need no Qaddafi, Osama or Saddam to scare them. The nature no more destroys whole nations for their sins. Now the unjust would bring about their doom with their own hands. "....**And they thought their fortress would defend them from Allah! But Allah's (torment) reached them from a place whereof they expected it not, and He cast in their hearts so that they**